وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

حج بیت اللہ شریف کے مبارک سفر میں مفید معلومات بہم پہنچانے کیلئے رسالہ

[illegible]

سفرنامہ حجاز

و

زیارت حرمین شریفین

جس میں

استاد العلماء حضرت مولانا مولوی ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی مدظلہم العالی
نے اپنے سفر حج ۱۳۵۲ھ کے مفصل حالات درج فرما کر حاجیوں کیلئے نہایت
بصیرت افروز معلومات کا ذخیرہ جمع فرماتے ہوئے بہت سی ایسی ہدایات فرمائی
ہیں جن کا مطالعہ عام مسلمانوں کے علاوہ آیندہ سفر کرنیوالوں کیلئے
نہایت مفید ہے

باہتمام احقر ظہور الحسن کسولوی ناظم کتبخانہ امداد الغرباء سہارنپور شائع ہوا

صرف برقی خیرخواہ سرکار پریس سہارنپور میں طبع ہوا

معلم الحجاج

چونکہ ابتک ایسے رسالہ سے کتبخانے خالی تھے جس میں سلیس اردو میں حج کے فرض یا واجب ہونیکے شرائط اس کے فروعی احکام قضا اور کفارہ کے مسائل حج بدل اور حج نفل کے طریقوں کو ایسا ہی مفصل بیان کر دیا گیا ہو۔ جیسا کہ بہشتی زیور اور دوسری اردو کی کتابوں میں نماز روزے کے احکام اور مسائل۔ قضا اور کفارہ لازم آنیکی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس لئے عوام الناس حج کے احکام سے بالکل اجنبی اور ناآشنا تھے اور اُن کو سفر حج کے دوران میں معلموں کے ہاتھوں میں مردہ بدست زندہ ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے کہ بعض معلمین اور اُن کے وکیل خود تمام جزئی مسائل سے واقف نہیں ہوتے یا اُن کو واقف بنانے کا موقع نہیں ملتا جس کی وجہ سے بعض حضرات تو فریضۂ حج کی ادائگی ہی سے محروم آتے ہیں اور اُن کا حج فاسد ہو جاتا ہے اور بہت سے فضائل و برکات سے تو معمولی واقفیت والے بھی محروم رہ جاتے ہیں ان ضرورتوں کا احساس کرتے ہوئے رسالہ زبدۃ المناسک اور دوسری معتبر کتابوں کو سامنے رکھکر حج کے متعلق تمام معلومات اس کے اقسام وجوب ادا۔ لزوم کفارہ و قضا و جنایات۔ غرضکہ تمام وہ احکام جن کا حج سے تعلق ہے نہایت تحقیق کے ساتھ مفتی بہ اقوال سے جناب مولانا الحاج قاری سعید احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے اس رسالہ میں جمع کر دیے ہیں۔

انشاء اللہ محرم سنہ ۱۳۵۵ھ میں شائع ہو جائیگا وہ حضرات جو سنہ ۱۳۵۵ھ میں یا اس کے بعد سفر حج کا ارادہ رکھتے ہیں اس رسالہ کو ضرور ہمراہ رکھیں والسلام۔

ملنے کا پتہ ناظم کتبخانہ امداد الغربا سہارنپور

سفر حجاز و زیارت حرمین شریفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کس زبان سے ادا کروں اور کہاں سے اُس کیلئے الفاظ لاؤں کہ باوجود میری نااہلی کے حضرت حق کی طرف سے انعامات کی ایسی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے کہ عقل بعض دفعہ دنگ ہو جاتی ہے۔ کہ ایک نالائق غلام پر یہ لطف و کرم ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

دسمبر ۱۹۳۳ء میں بندہ نے مدرسہ محمدیہ راندیریہ (رنگون) سے ۶ ماہ کی رخصت اس خیال سے لی تھی کہ رخصت کا زمانہ وطن مالوف میں حضرت سیدی، حکیم الامۃ دامت کا تہم کے سایۂ عاطفت میں گذاروں گا۔ ہاں تمنّا کے درجہ میں جو ہر قلب مسلم میں ہمیشہ رہتی ہے یہ خیال بھی آتا تھا کہ اگر اسباب مہیّا ہو گئے تو اسی زمانہ میں زیارت حرمین سے مشرف ہونے کی بھی کوشش کروں گا۔ مگر یہ خیال تمنا ہی کے درجہ میں آیا اور سینہ میں نہاں ہو گیا۔ کیونکہ بظاہر اس کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ نہ اسباب مہیا تھے۔

وطن سے روانگی

مگر رمضان کے بعد جبکہ دو ماہ سے زیادہ وطن میں قیام ہو چکا دفعۃً غیب سے سامان ہوا۔ اور حضرت حکیم الامۃ دام مجدہم کی عنایات و توجہات کے ساتھ میں اپنی بھتیجی کو ہمراہ لیکر جس پر حج فرض تھا، ۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵۔ فروری ۱۹۳۴ء بروز جمعرات بارادہ

حج بیت اللہ وزیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھانہ بھون سے براہ سہارن پور
کراچی کو روانہ ہوا۔ اور بھی چند احباب معہ چند مستورات کے ہمراہ ہوگئے تھے کراچی پہنچکر
ہمارا قافلہ ۱۴-۱۵ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ تھانہ بھون سے سہارنپور تک حضرت سیدی
حکیم الامۃ دامت برکاتہم ہم لوگوں کی مشایعت کیلئے تشریف لائے تھے۔ حضرت کی
ہمراہ خانقاہ امدادیہ کے چند ذاکرین شاغلین اور اہل قرابت میں سے بھی متعدد افراد تھے۔
سہارنپور پہنچتے ہی حضرت والا کی تشریف آوری کی خبر بجلی کی طرح شہر میں پہنچ گئی۔ اور
تھوڑی ہی دیر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے ناظم صاحب اور شیخ الحدیث اور
صدر مدرس اور بہت سے طلبہ اور عمائد شہر اسٹیشن پر جمع ہوگئے۔ ۸½ بجے شب کے
ٹرین روانہ ہوئی اور سب حضرات نے دعائیں دیتے ہوئے ہمیں الوداع کیا۔ صبح کو
۶ بجے گاڑی لاہور پہنچی۔ میرے محترم دوست حافظ سخاوت علی صاحب منیجر یو۔پی
سوڈا واٹر فیکٹری لاہور اور ڈاکٹر عزیز احمد جلال الدین دندان ساز لاہور مع چند
احباب کے پلیٹ فارم پر تشریف فرما تھے وہ اپنی موٹر میں لاہور لیگئے۔ جمعہ کی نماز
شہر کی مسجد شیرانوالہ میں جس کے پیش امام مولانا احمد علی صاحب ہیں پڑھی اور نماز کے
بعد مولانا کے اصرار پر کچھ بیان بھی کیا۔ عشا کے بعد بھی ایک مسجد میں احباب کی درخواست
پر بیان کرنا پڑا۔ ان سب بیانات کا موضوع حج اور اس کی فرضیت اور مسلمانوں کو ادائے
حج کی ترغیب تھا۔ شنبہ کی صبح کو بتاریخ ۱۷ فروری کراچی میل میں سوار ہوکر ۱۸ فروری
کراچی پہنچا۔ یہاں بھی بعض مخلصین اسٹیشن پر موجود تھے۔ جن میں خصوصیت کے ساتھ
حکیم مولوی عبد الحق صاحب فتحپوری کا سب سے زیادہ شکر گذار ہوں کہ آپ سکھر سندھ
سے ایک دن پہلے ہی ہمارے استقبال کو کراچی پہنچ گئے تھے۔ شیخ عبد الکریم صاحب سشن
جج سکھر سندھ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ مولانا موصوف کو جناب ہی نے تحائف
کے ساتھ کراچی بھیجا۔ ان کی ہمراہ حاجی عبد الغنی صاحب چیرمین حج کمیٹی کراچی کے
مکان پر پہنچا۔ ممدوح بہت ہی شریف۔ اخلاق اور بہترین عادت کے سچے مسلمان اور
خادم حجاج ہیں۔ مجھے اس کے پہلے آپ سے ملاقات کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ مگر یہ خبر

۲۴۰

سنتے ہی کہ میرا قافلہ کراچی پہنچنے والا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ کو اسٹیشن پر بھیجا اور اپنے مکان کا ایک قطعہ میرے قافلہ کیلئے مخصوص کر کے ایک ملازم کو ہماری خدمت

کراچی کا قیام

پر مامور فرما دیا۔ جہاز کی روانگی میں ۵-۶ دن کی دیر تھی۔ اس لئے کراچی میں بھی بہت سے احباب روزانہ ملتے رہے۔ ایک رات بعد عشا کے بیان بھی کیا اور حاجی عبد الغنی صاحب کی وجہ سے یہ قیام ذرا بار خاطر نہ ہوا۔ حاجی صاحب موصوف کی ذات سے کراچی میں حجاج کو عام طور پر جس قدر راحت پہنچتی ہے وہ اُن تکالیف کا پورا کفارہ ہے جو کلکتہ اور بمبئی کے حاجیوں کو پہنچا کرتی ہیں۔ جس دن حاجی جہاز پر سوار ہوتے ہیں وہ دن اُن کیلئے قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتا۔ ادھر اُدھر دھکے کھاتے پھرنا گھنٹوں تمازت آفتاب سے پسینہ میں شرابور ہو جانا اُس دن کے لوازمات میں سے ہے۔ مگر کراچی میں

جہاز پر سوار ہونا

ان تکالیف کا نام بھی نہیں تھا۔ ہمنے صبح ہی ایک آدمی کے ہاتھ اپنا تمام سامان جہاز پر بھیجدیا۔ وہ قلی کے حوالہ کر کے اُس کا نمبر نوٹ کر کے ۹ بجے واپس آگیا۔ ناشتہ اور کھانے سے فراغت پا کر ۱۲ بجے ہمنے جہاز پر چلنے کا تہیہ کیا۔ سوا بارہ بجے جٹی پر پہنچے تو سب حاجیوں کو ایک وسیع ہوا دار مسقف ہال میں بٹھلا دیا گیا۔ عورتوں کیلئے اسی قسم کا پردہ دار ہال جُدا تھا۔ اُسی وقت حج کمیٹی کے رضا کاروں نے حاجیوں کے سامنے چائے پیش کی۔ چائے پی چکے تو شمار کرنے والے آئے اور گنتی کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر آیا اور سب کے سینہ پر ہاتھ رکھتا ہوا۔ چہرہ کا معائنہ کرتا ہوا پاسپورٹ پر مہر لگانے لگا۔ اس سے فراغت ہوتے ہی سب کو جہاز پر جانے کی اجازت دی گئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ سب مراحل آرام کے ساتھ طے ہو گئے اور ۱½ بجے ہم جہانگیر جہاز پر اپنی جگہ پہنچ گئے جہاں پہلے ہی سے قلی نے سامان کو ترتیب سے لگا رکھا تھا۔

سفر حجاز

جہانگیر جہاز بہت بڑا نہیں مگر پھر بھی گیارہ سو حاجی اُس پر سوار تھے۔ بعض لوگ جگہ کی قلت سے تکلیف میں تھے میں حکومت ہند سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حاجیوں کے جہاز میں تھرڈ کلاس والوں کیلئے بھی سیٹیں بنا

دینا چاہئیں۔ ایک سیٹ اتنی بڑی ہو جس پر اوسط درجہ کا بستر آجاوے۔ تختۂ جہاز پر بستر لگا کر حاجیوں کا لیٹنا اونکی صحت کو بھی خراب کرتا ہے اور جگہ بھی بعضوں کے قبضہ میں زیادہ آجاتی ہے۔ آجکل ہر شخص کو ٹکٹ کے ساتھ کم از کم ایک وقت کی دو طرفہ خوراک کی قیمت ۱۲ / ادا کرنا بھی لازمی ہے۔ کیونکہ حاجیوں کو جہاز میں کھانا پکانے کی بالکل ممانعت کر دی گئی ہے۔ جہاز میں ایک ہندوستانی ہوٹل بھی تھا جس کے سب ملازم مسلمان تھے۔ جو لوگ صرف ایک وقت کی خوراک ٹکٹ کیساتھ لئے ہوئے تھے وہ دوسرے وقت ہوٹل سے کھانا خرید لیتے تھے، حجاج کو عام طور پر یہ شکایت تھی کہ دس آنے میں جو خوراک ہم کو جبراً دی جاتی ہے۔ اُس سے عمدہ اور لذیذ تر خوراک ۵ میں ہوٹل سے مل جاتی تھی قیمہ کی پلیٹ ۳ میں ایسی لذیذ ملتی تھی کہ جہاز کا سالن اُس کے سامنے ہرگز کسی قابل نہ تھا میں نے دوسروں کی زبانی یہ شکایت روزانہ سنی۔ مگر خود اس شکایت میں شریک نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے ہوٹل کا کھانا جہازی کھانے سے بہت زیادہ اچھا معلوم نہوتا تھا

۲۴۔ فروری کو ۲ ½ بجے جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ دو روز ہوا کی تیزی سے جہاز کو زیادہ حرکت رہی جس کی وجہ سے بعض لوگ چکر اور امتلاء کی شکایت میں مبتلا رہے تیسرے روز عام طور سے سب لوگ اچھے خاصے خوش وخرم نظر آتے تھے۔ اس جہاز میں بمبئی سے مولانا محمد شفیع صاحب بجنوری بھی سوار ہوئے تھے۔ جو حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ کے خاص خدام میں سے ہیں اور جذب کی ایک خاص شان اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اُن کو کسی طرح میری خبر لگ گئی۔ تلاش کرتے کرتے تیسرے دن میرے پاس پہنچے۔ مولانا سے مل کر بہت جی خوش ہوا کیونکہ میں اُن کو ایک بابرکت بزرگ سمجھتا ہوں۔ پھر میں بھی مولانا کی قیامگاہ پر گیا اور مولانا کے اصرار سے حج اور آداب زیارت رسول پر دو گھنٹہ تک تقریر کی جس سے عام طور پر سب حاجی بہت محظوظ ہوئے اور اسکے بعد جہاز ہی میں احکام حج و اسرار حج پر مجھے متعدد بیان کرنا پڑے۔

یہ سفر بہت پر لطف رہا سمندر میں بھی سکون تھا اور حجاج میں بھی سکون تھا کسی طرف سے لڑنے جھگڑنے کی آواز مطلق نہ آتی تھی جو واپسی پر رحمانی جہاز میں روزانہ کانوں کو تکلیف

۲۳۲

دیا گیا تھی۔

باب مکہ جدہ

۳۔ مارچ کو ہمارا جہاز کامران پہنچا۔ اور دو تین گھنٹہ ٹھیرا رہا ڈاکٹر نے جہاز کا اور حاجیوں کی صحت کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد آگے جانے کی اجازت دیدی گئی جو لوگ پہلے مدینے جانیوالے تھے اُنھوں نے احرام نہیں باندھا۔ جو پہلے مکہ جانیوالے تھے اُنھوں نے کامران ہی میں یا اس سے نکل کر احرام باندھ لیا۔ اس وقت جہاز کے گوشہ گوشہ سے لبیک اللھم لبیک کی دلکش صدا گونج رہی تھی۔ اور روح کو مست بادہ الست بنا رہی تھی۔" میں نے اور میرے رفقاء نے پہلے مدینة الرسول کی حاضری کا ارادہ کیا تھا۔ اس لیے ہم ابھی مُحرم نہ ہوئے تھے۔

۵۔ مارچ کو دس بجے دن کے قریب ہمارا جہاز ساحل جدہ پر لنگر انداز ہوا۔ اس وقت کی خوشی کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک　　آتشِ شوق تیز تر گردد

۱۱ بجے کے درمیان ہم جہاز سے اُتر کر ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوئے جس میں صرف میرے رفقاء ہی تھے۔ دوسرا کوئی نہ تھا۔ کنارہ پر پہنچکر ہم ایک دروازہ سے داخل ہوئے اور کشتی مع سامان کے دوسری طرف کسی قدر فاصلہ سے کنارہ پر کھڑی ہوگئی۔ معلم کا نام پوچھا گیا۔ ہمنے اپنے معلم کا نام یحییٰ محبوب بتلا دیا تو ٹکٹ اور پاسپورٹ ہم سے لے لیا گیا۔ اور معلم کے وکیل نے اپنی ساتھ لیکر سامان کے پاس پہنچا دیا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سامان کے ساتھ ہم سے کوئی بھی نہ تھا مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ گاڑی کرایہ کر کے وکیل نے مع سامان کے ایک مکان پر پہنچا دیا۔ وہاں مستورات نے ظہر کی نماز پڑھی۔ ہم ساحل ہی پر نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ جدہ میں داخل ہو کر میں نے محسوس کیا کہ اس وقت پہلے سے زیادہ رونق اور آبادی ہے۔ دو بار اس سے پہلے بھی میں اس مبارک سرزمین میں حاضر ہو چکا تھا۔ اُس وقت اس قدر رونق اور آبادی نہ تھی۔ ہاں ترکی زمانہ میں لوگ عام طور سے خوش حال نظر آتے تھے اور اس وقت زیادہ تر مفلوک الحال تھے۔ لیکن بازاروں میں چہل پہل پہلے سے کم نہ تھی؛

۱
۲۳۳

وکیل جدہ نے ٹیلیفون پر معلم کو مکہ ہماری اطلاع کر دی تھی۔ اگلے روز معلم صاحب تشریف لے آئے اور بہت تپاک سے ملے۔ حجاز کی اقتصادیات پر دیر تک گفتگو رہی پھر وہ ہمارے لئے روانگی مدینہ کے واسطے موٹر لاری کا بندوبست کرنے چلے گئے

مدینہ منورہ کا سفر

۱۰ مارچ کو بعد ظہر کے جدہ سے مدینہ کی طرف لاری روانہ ہوئی ظہر کی نماز جدہ سے باہر نکل کر پڑھی راستہ میں منزل دھبان پھر منزل طوال آئی۔ یہاں عصر کی نماز پڑھی گئی، پھر روانہ ہوئے تو منزل سے پہلے ہی مغرب کا وقت آگیا میں نے ڈرائیور سے جس کا نام علی جاوی تھا کہا کہ نماز کیلئے موٹر روک دے۔ وہ چونکہ شافعی المذہب تھا کہنے لگا مغرب و عشا دونوں جمع کر لینا میں نے کہا میرے مذہب میں اسکی اجازت نہیں کہنے لگا آج مذہب شافعی پر عمل کر لو۔ کیونکہ مذاہب سب برحق ہیں۔ اس کا میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر تھوڑی دور چلکر موٹر خراب ہو گیا اور ڈرائیور خود ہی کہنے لگا کہ آپ مغرب کی نماز پڑھ لیں۔ موٹر ابھی نہیں چل سکتا، ہم نے فراغت کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی تھوڑی دیر میں ایک خالی لاری آئی جس میں موٹر کے پُرزے پیٹرول کا ذخیرہ اور ایک مہندس (موٹر بنانے والا) موجود تھا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے یہ انتظام کیا جاتا ہے کہ لاریوں کے قافلہ کے پیچھے ایک خالی لاری مکمل سامان کے ساتھ رہے۔ تاکہ راستہ میں کوئی موٹر خراب ہو جائے یا پیٹرول ختم ہو جائے۔ تو اُس کو امداد دی جائے۔ اور کسی کی کوئی چیز گر پڑے تو اُٹھا لی جائے۔ غرض اس لاری کے آنے سے ہمارا موٹر درست ہو کر اس تیزی سے چلا

منزل رابغ

کہ عشا کے وقت رابغ پہنچ گیا۔ موٹروں کے اڈے پر مسقف قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں مسافروں کیلئے پلنگ بچھے ہوتے اور کھانے پینے کا سامان۔ روٹی۔ سالن۔ چائے وغیرہ دوکان پر موجود تھی قیمت دیکر جو چاہو خریدو۔ اور کھا پی کر آرام کرو۔ پہلے زمانہ میں منازل پر یہ سامان نہ تھا۔ آسمان کے نیچے سونا پڑتا اور خود کھانا پکانا پڑتا تھا، ہم لوگ قہوہ خانہ میں پہنچے۔

تو معلوم ہوا کہ مستورات کیلئے پردہ دار کمرے الگ بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مستورات نے پردہ کے مکان میں اُتر کر اطمینان سے نماز ادا کی اور نماز کے بعد روٹی کھا کر چائے پی کر سب نے آرام کیا۔ ہمارا سامان موٹر پر لدا ہوا تھا جس کا کسی قدر فکر تھا۔ مگر قہوہ خانہ والے نے اطمینان دلایا کہ آپ کی کوئی چیز ضائع نہوگی۔ بیفکر سو جائیے سامان کا میں ذمہ دار ہوں۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ پہلے کسی کی مجال نہ تھی کہ اس جرأت کے ساتھ سامان کی ذمہ داری لیکر حاجیوں کو مطمئن کر دیتا۔ ہم بے فکر سو گئے اور سامان موٹر ہی میں رہا۔ الحمد للہ کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی +

حکومت کا انتظام

میں نے عموماً حجاج کو راستہ کے امن و آسایش کی تعریف کرتے ہوئے اور انتظام حفاظت پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے پایا۔ جو درحقیقت حکومت عربیہ سعودیہ کا نمایاں کارنامہ ہے۔ رابغ سے نماز فجر کے بعد ناشتہ کر کے موٹر پر سوار ہوئے۔ اور دو تین گھنٹہ میں منزل مستورہ پر پہنچے وہاں پندرہ منٹ کیلئے قیام ہوا کسی نے پانی پیا کسی نے چائے نوشی کی۔ جدہ سے رابغ تک راستہ بہت اچھا تھا۔ ساحل بحر کے قریب سے زمین نرم ہے اور موٹروں کے چلنے سے راستہ ہموار بھی ہو گیا۔ رابغ سے مستورہ تک بھی

رابغ سے مدینہ تک

راستہ اچھا ہے۔ مگر کہیں کہیں رتیلا میدان بھی آجاتا ہے۔ مستورہ سے منزل بنی الحصان تک ریت بہت زیادہ ہے۔ اور ریت کے نیچے پتھر بھی دبے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے موٹر زیادہ اُچھلتا ہے، جو لوگ لاری کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوتے ہیں اُن کو تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ کاش حکومت سعودیہ اس قطعہ کی مرمت کر دے۔ تو حجاج کو بڑا آرام ہو جائے۔ مستورہ سے ۱۰ بجے روانہ ہو کر ایک بجے منزل بنی الحصان میں پہنچے وہاں دو گھنٹہ قیام ہوا کیونکہ کھانے کا بھی وقت تھا اور ظہر کی نماز کا بھی۔ مستورات کیلئے یہاں بھی پردہ دار کمرے قہوہ خانے میں موجود تھے۔ پلنگ اور بوریئے بچھے ہوئے تھے سب نے اطمینان سے کھانا کھایا۔ ظہر کی نماز پڑھی آرام کیا پھر موٹر میں سوار ہوئے۔ اس مقام پر

۱

۲۳۵

حکومت سعودیہ کے اس انتظام کی داد نہ دینا انصاف کا خون کرنا ہے کہ آجکل تقریباً ہر منزل پر پولیس کی چوکی اور حکومت کا دفتر بنا ہوا ہے۔ جس حاجی کو جو شکایت ہو وہ محکمۂ پولیس سے رپورٹ کر کے اپنی شکایت کا ازالہ کر سکتا ہے۔ پہلے یہ انتظام نہ تھا بلکہ مکہ سے مدینہ تک سب حاجی بدوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیے جاتے تھے۔ بنی الحصان سے مدینہ منورہ تک راستہ کے دونوں طرف مسلسل پہاڑ ہیں۔ راستہ پختہ ہے جو موٹر کیلئے بہت موزوں ہے مگر صفائی اور مرمت کی ضرورت ہے۔ اگر راستہ سے بڑے پتھروں کو ہٹا دیا جائے اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کو کٹوا دیا جائے۔ تو معمولی خرچ میں سڑک بہت عمدہ ہو جائیگی۔"

مدینہ کے پہاڑ

حجاج اس راستہ میں شروع ہی سے درود شریف کی کثرت رکھتے ہیں۔ مگر منزل بنی الحصان سے روانہ ہو کر یہ ورد ترقی پذیر ہو جاتا ہے دونوں طرف پہاڑ ایسے خوشنما نظر آتے ہیں کہ دل بیتاب ہو جاتا اور کشش باطنی کو خاص طور پر محسوس کرنے لگتا ہے۔ اللہ اللہ اس راستے کے انوار و برکات کا کیا کہنا جس میں کبھی نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے ناقۂ قصوا پر سوار ہو کر سفر کیا اور اپنی نظر انور سے ان پہاڑوں کو مشرف فرمایا تھا آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی نظر انور کے انوار و برکات ان پہاڑوں میں نمایاں اور عشاق کے دلوں کو بیتاب کرنے کیلئے کافی سے زیادہ نمایاں ہیں۔ اللھم صل وسلم و بارک علیہ وعلی آلہ بقدر حسنہ وجمالہ ؎

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است　　افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را　　کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

؎

در منزلیکہ جاناں روزے رسیدہ باشد　　با خاک آستانش داریم مرحبائے

منزل بنی الحصان کے بعد فریشہ پھر مسیجہ پھر بیر عباس پھر ابیار علی چند منازل آتی ہیں جہاں تھوڑی دیر موٹر ٹھیرتا ہے تاکہ حجاج ضروریات سے فارغ ہوتے ہیں اور نماز کا وقت ہو تو نماز پڑھ لیں۔ اکثر منازل پر پولیس کی چوکی بھی خوبصورت بنی ہوئی ہے جہاں ڈرائیور کو اپنا پاس دکھلانا اور آگے جانے کیلئے دوسرا پاس لینا ہوتا ہے۔ ایک آدمی

سواریوں کو شمار بھی کرتا ہے تاکہ لاری میں قانون کے خلاف زیادہ سواریاں نہ سوار ہو سکیں

منزل بیر علی

منزل ابیار علی کا قدیم نام ذو الحلیفہ ہے۔ اسی جگہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا اور آج بھی اُسی مقام پر مسجد بنی ہوئی ہے۔ جہاں حضور نے احرام کی دو رکعتیں پڑھکر لبیک کی صدا بلند فرمائی تھی۔ یہاں سے مدینہ منورہ یعنی طیبہ، مدینۃ الرسول ۶-۷ میل کے قریب ہی۔ جب ہماری لاری اس منزل سے گذری ہی تو دل کی جو حالت تھی زبان قلم اُس کو بیان نہیں کر سکتی۔ کوئی درود شریف پڑھ رہا تھا۔ کوئی غلبۂ شوق میں اشعار نعتیہ پڑھ رہا تھا۔ کوئی ہیبت وجلال وکمال و جمال کی تجلی سے بیساختہ رو رہا تھا۔ کوئی عربی زبان میں بارگاہ نبوی سے اس طرح عرض معروض کر رہا تھا ؎

یا خیر من دفنت بالقاع اعظم	فطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم
انت الحبیب الذی ترجی شفاعتہ	عند الصراط اذا ما زلت القدم

؎

امر علی الدیار دیار لیلی	اقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی	ولکن حب من سکن الدیارا

لوگ اپنے ولولہ اور شوق و ذوق میں مست تھے اور موٹر اپنی برقی روشنی سے راستہ کو روشن کرتا ہوا تیزی کے ساتھ فراٹے بھر رہا تھا کہ عشا کے وقت دیار حبیب کی روشنی نے آنکھوں کو منور۔ دلوں کو مجلا ومطہر اور عقول کو حیرت زدہ بنا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے

مدینہ منورہ میں داخلہ

مدینے منورہ کا دروازہ باب العنبریہ سامنے آگیا۔ اور ہم سب موٹر سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے کہ اس مقدس سرزمین میں سوار ہو کر چلنا خلاف ادب تھا۔ حق تو یہ تھا کہ سر کے بل چلتے اور آنکھوں کو فرش راہ بنا دیتے۔ مگر اللہ رے عنایت ورحمت کہ امت کے غلاموں کو پیادہ پا چلنے کی بھی اجازت دیدی گئی ؎

ان جئتکم قاصداً اسعیٰ علی بصری | لم اقض حقا وای الحق ادیت

واللہ قدم قدم پر یہ خیال آ کر کہ یہاں کسی وقت حضور کے قدم مبارک پڑے تھے آپ اس مبارک سرزمین میں آمد و رفت رکھتے تھے بدن میں سناٹا نکل جاتا تھا کہ ہم اس مقدس سرزمین پر کیونکر پیر رکھیں اور کس طرح چلیں ؎

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود | سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

باب العنبریہ پر حجاز ریلوے کا خوشنما خوبصورت اسٹیشن بنا ہوا ہے جو ترکی حکومت کی یاد دلوں میں تازہ کر کے چٹکیاں لیتا رہتا ہے۔ کیونکہ اب نہ وہ ریل ہی ہے نہ اُس کی آمد و رفت ہے۔ صرف اسٹیشن باقی ہے ؎

یہاں موٹر پہنچا ہی تھا کہ مزورین نے اور اُن کے آدمیوں نے حجاج کا استقبال کیا ہمارے مزور شیخ احمد تواب تھے۔ اُن کے آدمی ہماری پیشوائی کو آئے ہوئے تھے۔ مستورات اور سامان کے لئے ایک گاڑی کرایہ کر کے اُن کو سوار کر دیا گیا۔ اور ہم سب پیادہ پا درود شریف پڑھتے ہوئے مدینۃ الرسول میں داخل ہو کر اُس مقدس سرزمین میں چلنے لگے۔ جہاں ساڑھے تیرہ سو سال پہلے نورِ مجسم نور من انوار اللہ کا داخلہ ہوا تھا تو مدینہ کے در و دیوار چمک اُٹھے تھے اور ننھے ننھے بچوں کے دلوں میں مسرت و بہجت کی ایسی موجیں لہریں مارنے لگی تھیں کہ چہروں سے خوشی کے پھول جھڑنے اور مُنہ سے یہ اشعار موتیوں کی طرح بکھرنے لگے تھے ؎

۲۳۸

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع | وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

اور بچیوں کی زبان پر یہ ترانہ تھا ؎

نحن جوارٍ من بنی النجار یا حبذا محمد من جار۔ اللھم صل وسلم و بارک علیٰ ھذا النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ ازکی صلوٰۃ و افضل تسلیم۔

ہم کسی خیال میں مست چلے جا رہے تھے۔ کبھی اپنی قسمت پر ناز کرتے کہ کہاں سے کہاں پہنچے۔ کبھی ہیبت و جلال سے لرزنے لگتے کہ یہ وہ بارگاہ ہے جس کے خادم بڑے بڑے

فرشتے ہیں۔ یہ وہ دربار ہے جس کی غلامی کی آرزو بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام کو بھی رہی ہے نصیب ہم مسلمانوں کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حضور کے غلاموں میں داخل اور آپ کی امت میں شامل فرما دیا ہے

طوبیٰ لنا معشر الاسلام ان لنا		من العنایۃ رکنا غیر منھدم	ہ
چہ غم دیوار امت را کہ باشد چو تو پشتیباں		چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں	

راستہ میں ایک مزور سے میں نے دریافت کیا کہ مدینہ والوں کی آجکل کیا حالت ہی؟

مزور۔ کیا آپ نے اس سے پہلے بھی مدینہ کی زیارت کی ہی؟

میں۔ ہاں! میں ایک بار ۱۳۲۴ھ میں حاضر ہوا ہوں جبکہ یہاں ترکی حکومت تھی اور دوبارہ ۱۳۳۹ھ میں حاضر ہوا ہوں جبکہ شریف حسین خود مختار بنے ہوئے تھے۔

مزور۔ آبدیدہ ہوکر! اگر آج ترکی حکومت یہاں ہوتی تو میں آپکے ساتھ پیادہ پا نہوتا۔ بلکہ میرے پاس اور ہر متوسط الحال کے پاس ایک ایک موٹر ہوتا۔ آپ خود مشاہدہ کرلیں گے کہ مدینہ میں اس وقت کس قدر افلاس ہے۔ مگر بہر حال ہم شاکر و صابر ہیں اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زندہ نظر آتے ہیں۔

مجھ پر اس تقریر کا جو کچھ اثر ہوا اس کو میرا دل ہی جانتا ہی۔ واقعہ یہ ہے کہ مدینہ اور منازل مدینہ میں افلاس بہت زیادہ ہی۔ میں نے خود دیکھا کہ حجاج کھانا کھاتے ہوئے جس ہڈی کو پھینک دیتے تھے غریب بچے اُس کو اُٹھا لیتے اور صاف کر کے چوسنے لگتے تھے۔ ایک ایک لقمہ کے لئے وہ ترستے ہیں مگر صبر و شکر کا یہ حال ہے کہ ایک بچہ سے جس کی عمر دس گیارہ سال سی زیادہ نہ ہوگی میں نے کہا تم ہندوستان چلو تو تم کو کھانا کپڑا بھی دیں گے اور ماہوار وظیفہ بھی مقرر کردیں گے۔ اُس نے بیساختہ جواب دیا کہ یہ تو ناممکن ہی۔ جس مقدس سرزمین میں ہزاروں روپے خرچ کرکے تم آتے ہو ہم اُس کو چھوڑ کر باہر نہیں جاسکتے۔

میں اسباب افلاس کے متعلق اپنا خیال آیندہ اوراق میں ظاہر کروں گا۔ اس وقت واقعات کے ضمن میں اجمالی تذکرہ ہی کافی ہی۔

مسجد نبوی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم باب مجیدی پر پہنچے جو مسجد نبوی کا عالیشان دروازہ

۲۳۹

ہے۔ یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ عشا کی نماز ہو چکی اور مسجد کے دروازے بھی بند ہو گئے ہیں۔ اس لئے یہ رائے قرار پائی کہ پہلے جائے قیام تجویز کرلی جائے۔ مستورات اور سامان کو وہاں اُتار کر اطمینان سے مکان ہی پر عشار کی نماز جماعت سے ادا کرنی چاہیے۔ چنانچہ مولٰنا سید احمد صاحب فیض آبادی مہتمم مدرسہ شرعیہ مدینہ منورہ کو اطلاع دی گئی۔ مولانا تشریف لائے اور چند مکانات مجھے دکھلائے جو حرم نبوی سے متصل تھے میں نے ایک مکان کو جو باب النسار کے قریب اور مدرسہ شرعیہ سے ملا ہوا تھا پسند کیا۔ مولٰنا سید احمد صاحب ہنسکر فرمانے لگے کہ میں تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ تم اپنے مرشد کے مکان کو چھوڑنے والے نہیں ہو۔ یہ معلوم کرکے میری خوشی کی کچھ انتہا نہ رہی کہ جس مکان کو میں نے پسند کیا تھا وہی میرے مرشد حضرت سیدی مولائی مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ مہاجر مدنی شارح ابوداؤد کی قیامگاہ اور جس کمرہ کو میں نے اختیار کیا تھا وہی کمرہ مولانا کی آرامگاہ تھا۔ اُسی میں مولانا نے اپنی عمر کی آخری گھڑیاں تمام کی ہیں۔ چنانچہ فوراً مستورات کو وہاں اُتار اگیا۔ باہر کے کمروں میں مردوں نے قیام کیا اور وضو و غسل سے فراغت کرکے نماز عشا جماعت سے ادا کی۔ اُسی وقت مولانا سید احمد صاحب کے گھر سے ہم سب لوگوں کیلئے کھانا آگیا۔ کھانے سے فراغت کرکے تھوڑی دیر کیلئے سو رہے اور صبح سے پہلے ہی دربار نبوی میں

بارگاہ رسالت میں حاضری

صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کیلئے جاگ اُٹھے کیونکہ مسجد نبوی کے دروازے تہجد کے وقت کھل جاتے ہیں جس وقت مسجد نبوی میں قدم رکھا ہے تو دل پر جو حالت و کیفیت گذری۔ وہ زبانِ قلم سے بیان نہیں ہو سکتی، تحیۃ المسجد ادا کر کے مواجہہ شریف میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنیکے لئے کھڑا ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات و انعامات کو یاد کرکے بیاختہ آنکھوں سے آنسو بہنے اور زبان سے یہ کلمات جاری ہونے لگے :۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفوۃ اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ والحمد للہ الذی ھدانا بک من ضلالۃ۔ وانقذنا بک من الشرک والجھالۃ الصلوٰۃ والسلام علیک یا

۲۴۰

يا حبيب الله الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله الصلوة والسلام عليك يا خاتم النبيين الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعلمين الصلوة والسلام عليك يا قائد الغر المحجلين. يا سيد المرسلين الصلوة والسلام عليك يا سيد الخلائق اجمعين الصلوة السلام عليك وعلى آلك واهل بيتك الطيبين الطاهرين وعلى ازواجك وذريتك واصحابك واولياءك اجمعين وعلى سائر الانبياء والمرسلين وعلى جميع عباد الله الصالحين جزاك الله عنا يا رسول الله افضل ما جزى به نبيا عن قومه ورسولا عن امته وصلى عليك كلما ذكرك الذاكرون وغفل عن ذكرك الغافلون افضل واكمل ما صلى على احد من الخلق اجمعين اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد انك عبده ورسوله وخيرته من خلقه واشهد انك قد بلغت الرسالة وأديت الامانة ونصحت الامة وكشفت الغمة وجاهدت في الله حق جهاده فالحمد لله الذى هدانا بك من الضلالة وانقذنا بك من الشرك والجهالة ونور قلوبنا بك من انوار التوحيد وشرفنا بك وكرمنا ووعدنا المزيد ونجانا بك من النار والخزى والعار ومن كل بلاء الدنيا والآخرة يا رسول الله ان الله تعالىٰ يقول ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما فجئتك يا رسول الله وقد ظلمت نفسى واستغفر الله واتوب اليه بين يديك فاستغفر لى الله واسئله ان يغفرلى ذنبى كله دقه وجله ويتوب على ويرضى عنى رضاء لا يسخط بعده ابدا

يا خاتم الانبياء جئتك قاصدا ارجو رضاك واحتمى بجنابك

الا يا رسول الله كنت رجاءنا وكنت بنا برا ولم تك جافيا

۲۴۱

الصلوة والسلام عليك

وکنت رحیما ھادیا ومعلما	لبیک علیک الیوم من کان باکیا
فلو ان رب الناس التی نبینا	سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا

ھ

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ	فطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم
انت الحبیب الذی ترجی شفاعۃ	عند الصراط اذا ما زلت القدم

یا رسول اللہ اسالک الشفاعۃ یا رسول اللہ اسالک الشفاعۃ یا رسول اللہ اسالک الشفاعۃ لی ولاھلی واولادی وآبائی وامھاتی و اخوانی واخواتی واعمامی وعماتی واخوالی وخالاتی ولعشیرتی وقرابتی ومشائخی واساتذتی ولاحبابی واصحابی ولکل من سألنی الدعاء لہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات اللھم آت سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ وآتہ نہایۃ ما ینبغی ان یسالہ السائلون اللھم صل علی سیدنا محمد نبیک ورسولک النبی الامی وعلی آل سیدنا محمد وازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید =

صلوۃ وسلام کے وہ صیغے جو اس وقت زبان سے نکلے تھے بیساختہ قلم سے نکل گئے میں نے قلم کو اس واسطے نہ روکا کہ زبان سے نکلا ہوا جلد فنا ہوجاتا ہے اور قلم کا لکھا ہوا مدت تک قائم رہتا ہے تو جبتک یہ الفاظ کاغذ میں لکھے رہیں گے انشاء اللہ مجھے برابر اس درود کا ثواب ملتا رہیگا"

پھر حضرات شیخین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور اس سے فارغ ہوکر قبر شریف کے سرہانے قبلہ رُخ ہو کر اپنے لئے اور اپنے گھر والوں اور دوستوں اور ملنے والوں اور سب اگلوں پچھلوں کیلئے دل سے دعا ئیں کیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت و ترقی

صلاح و فلاح کیلئے بھی بہت دعا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں روزانہ عرض کرتا رہا کہ امت مرحومہ بہت کچھ پستی اور ذلت کا مزا چکھ چکی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ اب اُس کے دن پھیر دے اور اپنے دین کی محبت والفت دلوں میں ڈال کر مسلمانوں کو پھر وہی عروج عطا فرمایئے جو سلف صالحین کو عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید قوی ہے کہ یہ دعائیں قبول ہو گئی ہیں کیونکہ اس مقدس دربار میں دعاؤں کو رد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا

مواجہ شریفہ میں سپاہیوں کا تعین

مواجہ شریف میں حکومت کی طرف سے دو نجدی سپاہی ہر وقت تعینات رہتے ہیں تاکہ کوئی دیواروں اور جالیوں کو ہاتھ لگانے بوسہ دینے یا سجدہ وغیرہ کرنے کی جرأت نہ کرے کہ یہ سب امور شرعاً ممنوع ہیں۔ حکومت کے اس اقدام کو ضرور مستحسن کہا جائے گا مگر بعض دفعہ یہ سپاہی بہت سختی سے کام لیتے ہیں۔ ایک بار میرے سامنے ایک مصری عورت نے مقدس جالیوں کو ہاتھ لگا دیا تھا۔ نجدی سپاہی نے اس زور سے اُس کو دھکا دیا کہ چاروں خانے چت گری اور درد سے بیتاب ہو گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مواجہ میں اس قدر سختی سے کام لینا ہرگز بہتر نہیں ہے۔ جاہلوں کو نرمی سے سمجھا دینا چاہئے شور و شغب اور ضرب و دغاع سے اس مقام پر احتراز کرنا چاہئے۔ خصوصاً جبکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور بعض علماء نے قبر شریف کو چھونے کی اجازت دی ہے۔ گو اُن کا قول ضعیف ہی ہو۔ البتہ سجدہ کرنے والوں کو سختی سے روک دینے کا مضائقہ نہیں۔ مگر سجدہ وہاں کون کرتا ہے

مدرسہ شرعیہ کا معائنہ

نماز اشراق سے فارغ ہو کر بدون کسی کی طلب کے خود ہی مدرسہ شرعیہ کا معائنہ کیا جس کے بانی اور مہتمم مولانا سید احمد صاحب فیض آبادی برادر بزرگ مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ ہیں مدرسہ کی عمارت اور تعلیمی حالت بہت اچھی ہے۔ جس سے دل خوش ہوا ایک عمارت بہت عالیشان زیر تعمیر ہے اُسکے مکمل ہو جانیکے بعد مدرسہ میں بہت وسعت ہو جائیگی اور تنگی مکان کی وجہ سے اس وقت جو دشواریاں پیش آتی ہیں ایک حد تک رفع ہو جائیں گی۔ اس مدرسہ کی

۲۴۳

امداد کرنا سب مسلمانوں پر لازم ہی۔ تاکہ منبع علم وحکم کے ہمسایہ اس دولت سے محروم نرہیں۔ مدرسہ شرعیہ مدینہ منورہ اور مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں تعلیم پانے والے زیادہ تر مدینہ اور مکہ کے شہری بچے ہیں۔ جو اکثر مہاجرین کی اولاد ہیں، خالص عربی خاندانوں کے بچے بہت کم نظر آتے ہیں۔ اور یہ دونوں مدرسے تمام آبادی کیلئے کافی بھی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ضرورت ہی کہ دیہات اور منازل مدینہ میں بھی مدارس قائم کئے جائیں جن میں بدوؤں

بدوؤنکو تعلیم یافتہ بنانے کی ضرورت

کی اولاد کی تعلیم کا انتظام ہو جبتک بدوؤں کی اولاد تعلیم یافتہ نہ ہوگی اُس وقت تک عرب کو ترقی نہ ہو سکیگی، نیز مکہ مدینہ اور جدہ وطائف میں شبینہ مدارس قائم کرنے کی بھی ضرورت ہے جن میں مزدور پیشہ جماعت کے جوانوں اور بوڑھوں کو اسلامی تعلیم وتہذیب سے آراستہ کیا جائے۔ یہ منظر کس قدر افسوسناک ہے کہ جدہ وغیرہ میں حوض کے کنارہ پر ایک شخص وضو کر رہا ہے۔ اور اُس کے پاس ہی دوسرا حوض کی نالی میں پیشاب کر رہا ہے۔ جس قوم نے تمام دنیا کو علم وتمدن وتہذیب کا درس دیا تھا۔ آج وہ تہذیب وعلم سے اتنی دور ہو جائے تو رونے کی جگہ ہے یا نہیں؟ میں حکومت سعودیہ کو بہت زور کے

حکومت سعودیہ کو مشورہ

ساتھ مشورہ دیتا ہوں کہ اہل عرب کے افلاس کو اگر وہ دور نہیں کر سکتی تو کم از کم اس جہل ہی کو دور کر دے۔ جس نے قوم عرب کو حضیض مذلت میں دھکیل دیا ہی۔

اہل خیر ہندوستانیونکو مشورہ

ہندوستان کے اہل خیر حضرات کو بھی میں یہ رائے دوں گا اہل حجاز کی مالی امداد سے زیادہ ضروری اور مقدم اُنکی علمی امداد ہی جس کی آسان صورت یہ ہی کہ ہر گاؤں میں ایک مکتب قائم کر دیا جائے اور ابتداء میں ہندوستان سے عربی جاننے والے مخلص علماء بھیجے جائیں۔ یا مولانا سید احمد صاحب فیض آبادی کے ذریعہ سے ان مدارس کا انتظام کیا جائے ایک مکتب کا سالانہ خرچ بارہ سو روپے سے زائد نہو گا۔ پچیس ہزار سالانہ سے بیس مدرسے دیہات میں قائم ہو سکتے ہیں مجھے یقین ہی کہ پانچ سال کے اندر اہل عرب کی ایسی اصلاح ہو جائیگی کہ مسلمانوں کا دل اُسے دیکھ کر خوش ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ افلاس بھی دور ہو جائیگا کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رکھنے والا بھوکا ننگا نہیں رہ سکتا۔ (باقی آئندہ)

سفر حجاز و زیارت حرمین شریفین

(گذشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصر کے بعد جنت البقیع کی زیارت کی۔ یہاں پہلے بہت قبے بنے ہوئے تھے۔ اب کسی قبہ کا نام و نشان باقی نہیں البتہ اجلّہ صحابہ و اہلبیت کی قبروں کا امتیاز قائم اور سُرخ سنگریزے بچھاکر قبروں کا نشان اب بھی موجود رکھا گیا ہے۔ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرات اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے جد امجد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزارات پر سلام عرض کر کے فاتحہ پڑھ کر حضرت مرشدی سیدی مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے مزار پر حاضر ہوا مولانا کی قبر کا نشان ایک سفید پتھر سے بعض احباب نے قائم کر لیا ہے۔ ورنہ قبر زمین کے برابر ہی ہے۔ اور پاس ہی حضرت کی اہلیہ مرحومہ بھی مدفون ہیں۔ جنت البقیع میں بھی حکومت کی طرف سے دو تین سپاہی تعینات ہیں جو زائرین کو تقبیل و سجدہ وغیرہ بدعات سے

حکومت سعودیہ کے سپاہی

روکتے رہتے ہیں۔ یہ سپاہی کسی سے کچھ سوال نہیں کرتے۔ لیکن اگر کوئی کچھ دینا چاہے تو لیلیتے ہیں وہ بھی اس وجہ سے کہ سُنا گیا کہ دس بارہ مہینے کی تنخواہیں حکومت کی طرف سے اُن کو نہیں ملیں۔ کیونکہ جنگ نجد و یمن کی وجہ سے حکومت سرحدی استحکامات میں مشغول ہے فوجی رسد اور اسلحہ کی فراہمی میں بہت روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس جگہ نجدی قوم کی اس وفاداری کی داد دینا چاہیے کہ باوجود مدت سے تنخواہ نہ ملنے کے ہر سپاہی اپنے کام پر موجود اور فرائض منصبی میں مستعد تھا۔ نجدی قوم اطاعت سلطان کو ایسا ہی سمجھتی ہے جیسا دیگر فرائض شرعیہ کو۔ نجدی قوم کا اتحاد و اتفاق بھی اہل حجاز کو مسلم ہے اور جس قوم میں باہم اتحاد و اتفاق اور بادشاہ کے ساتھ وفاداری و اطاعت کا

مادہ ہوگا وہ علی رغم الحسود ترقی اور کامیابی حاصل کرکے رہیگی - اللہم ایدہ وایدہ عساکرہ وکون اللہم حامیہ وحافظہ وناصرہ -

مسجد نبوی میں ہر نماز کے وقت آجکل ایک ہی جماعت ہوتی ہے پہلے کی طرح متعدد جماعتیں نہیں - امام صاحب مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک بزرگ عالم ہیں جو مذہباً حنبلی ہیں اور تمام مذاہب کا پورا احترام کرتے ہیں - اُن کے چہرہ پر خاص انوار نظر آتے ہیں بہت کم گو اور پابند معمولات ہیں -

حرم نبوی کا ایک واقعہ

ہمارے مدینہ پہنچنے سے دو دن پہلے یہ قصہ پیش آیا کہ ایک ہندوستانی غیر مقلد صاحب نے جو حکومت کی اجازت سے مسجد نبوی میں بزبان اردو وعظ کہا کرتے ہیں یہ مسئلہ بیان کیا کہ مدینہ آنے والوں کو صرف زیارت مسجد کی نیت کرنا چاہیئے - زیارت رسول یا زیارت قبر رسول کی نیت نہ کرنا چاہیئے - اس مسئلہ کی تقریر میں کوئی لفظ بارگاہ رسالت کی شان کے خلاف اُن کی زبان سے نکل گیا - تو سر حدیوں افغانیوں - ہندوستانیوں نے ملکر اُن کو خوب پیٹا - نجدی سپاہیوں نے اردو وعظ تو سمجھا نہیں - صرف یہ دیکھ لیا کہ واعظ کو سامعین پیٹ رہے ہیں - اُنہوں نے بیتوں سے لوگوں کو مار مار کر ہٹایا - واعظ صاحب کو تو بچا کر عدالت میں لیگئے - اور چند آدمیوں کو گرفتار کرکے حوالات بھیجدیا حکومت نے چار پانچ آدمیوں کو سزائے قید کی اور سپاہیوں کو دھمکایا کہ تم نے مسجد کے اندر کسی پر ہاتھ کیوں اُٹھایا - تم کو لازم تھا کہ ان سب کو مسجد سے باہر نکال کر لاتے جو مجرم ہوتا اُس کو سزا دیتے - یہ سب کچھ ہوا مگر واعظ صاحب سے کچھ بازپرس نہوئی - وہ اچھے خاصے پھر اگلے دن وعظ کہنے لگے -

حکومت سعودیہ کو مشورہ

ہم اس مقام پر حکومت نجد کو مطلع کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض مسلمانان ہندوستان کو اُسکی طرف سے بدگمانی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اُس نے اپنے یہاں ہندوستانی غیر مقلدین کو جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں زیادہ دخل دے رکھا ہے - حکومت نجد ان کو اپنا

جیسا اہل حدیث سمجھتی ہی مگر واقعہ اس کے خلاف ہے"۔ ہندوستان کے اکثر غیر مقلدین جنہوں نے اپنا امام اہلحدیث رکھ لیا ہے۔ آئمہ اربعہ کی ویسی عظمت نہیں کرتے جیسی حکومت نجد کرتی ہے۔ اور امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی شان اقدس ہیں۔ بالخصوص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تو یہ لوگ اس طرح زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ حکومت نجد و علمار نجد اس کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتے۔ یہ لوگ تقلید آئمہ کو شرک قرار دیتے ہیں اور حنفیوں کی نماز کو اس لئے کہ وہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے بالکل باطل اور کالعدم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حکومت نجد اور علمار نجد اور امام احمد بن حنبلؒ ایسا نہیں سمجھتے۔ وہ تقلید کو لازم اور کم ازکم مستحسن سمجھتے اور اپنے کو امام احمد بن حنبل کا مقلد کہتے ہیں۔ ہندوستانی غیر مقلدین تقلید کا جوا گردن سے اُتار کر ایسے آزاد مجتہد بنے ہیں کہ اُن سے ایک بہت بڑے عالم نے مسلمانوں کیلئے ۱۸ عورتوں سے نکاح جائز کردیا اور ایک مجتہد نے کافر کے پیچھے نماز صحیح ہونیکا فتویٰ دیدیا ان لوگوں کی اسی آزادی اور بیباکی اور گستاخی نے ہندوستان کے اندر عام مسلمانوں کی نظروں میں ان کو بہت خطرناک بنادیا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت ان کو وہابی کے لقب سے یاد کرتی اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہی" اب جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نجد کے دربار میں اُن لوگوں کا بہت زیادہ رسوخ ہے تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ حکومت نجد اور اُس کی رعایا اور اُس کے علمار بھی ایسے ہی وہابی ہیں۔ جیسے یہ ہندستانی وہابی۔ پس اگر حکومت نجد عام مسلمانوں کے دلوں سے اُس نفرت کو نکالنا چاہتی ہے جس کا اُسے خود بھی احساس ہے تو ان لوگوں کو اپنے دربار اور اپنی ادارات میں اسقدر رسوخ نہ دے جس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہونے لگے کہ ہندوستانی غیر مقلدین اور حکومت نجد باہم شیر و شکر ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے غیر مقلد گستاخ اور بے باک ہی ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں ان میں بعضے اہل انصاف اور باادب بھی ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اکثریت ایسے ہی افراد کی ہے۔ جیسے وہ حضرت واعظ صاحب تھے جنہوں نے حرم نبوی میں بیٹھ کر مسئلہ شد رحال پر تقریر کی اور ایسے عنوان سے تقریر کی جس سے

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان مترشح ہوتی تھی۔

حکومت سعودیہ کو مشورہ

حکومت نجد کو میں یہ مشورہ بھی دونگا کہ وہ مسئلہ توسل اور مسئلہ شد رحال پر تقریر عام کرنے کی بالکل ممانعت کردے کیونکہ یہ مسائل ایسے ہیں جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے زمانہ سے علماء میں اختلاف چلا آرہا ہے اور حقیقت میں یہ صرف نزاع لفظی ہے جس توسل کو شیخ الاسلام حرام فرماتے ہیں کہ وسیلہ کو کارفرما اور با اختیار سمجھا جائے اُس کو کوئی جائز نہیں کہتا اور جو توسل علماء اہل سنت کے نزدیک جائز ہے یعنی کسی نبی یا ولی پر اللہ تعالیٰ کی جو نظر عنایت ومحبت ہے اُس کو وسیلہ قرار دینا اسکو شیخ الاسلام کسی دلیل سے حرام نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس میں حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نظر عنایت ومحبت کو وسیلہ بنایا گیا ہے نہ غیر خدا کو۔ پس جیسا دوسرے مختلف فیہ مسائل میں حکومت جملہ مذاہب کو برحق سمجھتی ہے اور کسی کے مذہب کی تنقیص نہیں کرتی اسی طرح مسئلہ شد رحال اور مسئلہ توسل کو بھی سمجھنا چاہئے اور واعظین کو ان مسائل پر تقریر کرنے سے بالکل روک دینا چاہئے کہ اس کا نتیجہ بجز فتنہ وفساد اور حکومت نجد کی طرف سے بدگمانی پھیلنے کے اور کچھ نہیں۔

جلالۃ الملک کی تواضع اور حق شناسی

مدینہ منورہ میں میرے ایک دوست مولوی محمد موسیٰ صاحب پانچ چھ سال سے مقیم ہیں وہ کہتے تھے کہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود خلد اللہ ملکہ سے جب میں پہلی بار ملا تو سلطان نے مجھ سے فرمایا کہ اگر میرے اعمال میں کوئی بات خلاف سنت آپکو معلوم ہوتی ہو تو بے تکلف مطلع فرمائیے" میں نے کہا کہ خلاف سنت تو آپ بہت کام کرتے ہیں ایک ادنیٰ بات تو یہی ہے کہ آپ موٹر پر سوار ہو کر یوں یوں کرتے ہوئے روضہ اقدس نبوی پر حاضر ہوتے ہیں کیا ادب کا یہی طریقہ ہے" وہ کہتے تھے کہ سلطان نے اس بات کو سنکر فرمایا کہ مولانا درحقیقت تم لوگ سچے موحد ہو اور ہمارے علماء تو نام کے موحد ہیں کسی نے آجتک مجھے اس بدعت پر متنبہ نہیں کیا۔ آج سے انشاء اللہ میں ایسا نہیں کروں گا" یہ واقعہ اگر صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو اس سے سلطان کی انصاف پسندی تواضع اور سلامت طبع کا جسقدر ظہور ہو رہا ہے اسکے بیان کی حاجت نہیں مجھے امید ہے کہ اسی انصاف کیساتھ میری معروضات پر بھی توجہ کی جائیگی۔

مسجد نبوی میں درس بخاری شریف

مسجد نبوی میں شیخ عبدالرؤف آفندی مصری بخاری شریف کا درس دیتے ہیں اور بہت فصیح عربی بولتے اور اچھا درس دیتے ہیں ایک دو بار مجھے اُن کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا میں اُسکے لطف کو ابتک محسوس کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اُنکے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

افلاس کا جانکاہ نظارہ

مسجد نبوی میں یہ نظارہ بہت جانکاہ تھا کہ بھیک مانگنے والے بکثرت نظر آتے تھے جو بعض دفعہ لوگوں کی تلاوت قرآن اور نمازمیں بھی حارج ہوتے تھے، حکومت حجاز و نجد کو اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے جبتک اہل مدینہ و اہل مکہ کی تکالیف کا ازالہ نہوگا حکومت کو راحت و اطمینان نصیب نہوگا اور سب سے مقدم جبریہ تعلیم کا اجراء ہے تاکہ اہل حرمین قرآن و حدیث کی دولت سے مالا مال ہوکر دنیا سے مستغنی ہوجائیں۔

اس مرتبہ ۲۴ ذی قعدہ کو ہمارا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تھا اس لئے حجاج کا ہجوم زیادہ نہ تھا کیونکہ قرب حج کی وجہ سے زیادہ تر مکہ معظمہ جاچکے تھے اس لیے محراب نبوی اور مصلےٰ نبوی میں نوافل پڑھنے کا بکثرت اتفاق ہوا میں اس جگہ کے انوار کو کن لفظوں میں بیان کروں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

مصلےٰ نبوی کے انوار و برکات

مگر غالبًا اتنی بات تو سب کی سمجھ میں آجائے گی کہ اُن مقامات پر جتنی نمازیں پڑھی گئیں وساوس سے بالکل پاک تھیں اور میں محسوس کرتا تھا کہ قصد و ارادہ کے ساتھ بھی اس مقام پر وسوسہ لانے کی گنجائش نہیں۔ اللہ اللہ! ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی جس نور مجسم کی محراب و مصلے میں اس قدر انوار ہیں کہ وہاں غیر اللہ کا وسوسہ بھی دل میں نہیں آسکتا تو خود اُس نور مجسم کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا کیا حال ہوا ہوگا اور خود حضور کے قلب انور و اطہر کی کیا حالت ہوگی ؎

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تو نے یہ مے شاہا شیشہ میں بھری ہوگی

التماسِ مدیر

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احقر ناظرین اشرف العلوم کی ضیافت طبع کیلئے حضرت مصنف دامت برکاتہم کے اُس لبریز محبت و عقیدت اور مایۂ دنیا و آخرت "قصیدۂ لغتیہ" کو پیش کرے جس کو حضرت موصوف نے بکمال ادبیت وعربیت، فصاحت و بلاغت کے پیرایہ میں اپنے اُن واردات قلبی اور فیوضات باطنی کے شکریہ میں جو اس مرتبہ بیت الرسول کی حاضری میں آپ پر وارد ہوئے تھے اپنے صادق جذبات محبت کو دربار نبوی میں پیشکش کرتے ہوئے سفر حج سے واپسی کے بعد شعبان ۱۳۵۳ھ میں زبان وقلم سے عـه ظاہر فرمایا ۔ اور جناب مولانا مولوی ولی محمد صاحب بٹالوی زادمجدہم کے واسطے سے جن کو اس سال شوال میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی کی حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے بطور وکالت روضہ اطہر میں عرض کرنیکے لئے روانہ فرمایا۔

پس اگر ہم کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ خیر مجسم رحمۃ للعٰلمین کے احسانات کا شکریہ آپکی درگاہ کے لائق اپنی زبان و قلم سے پیش کریں تو کم از کم ایسے حضرات کی نقل ہی کرلیں جنکے قلب و دماغ کو حق تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی محبت و عرفان کا مرکز بنایا ہے۔

اس قصیدہ کا گاہے گاہے یا کوئی وقت مقرر کرکے تلاوت کرنا یقیناً باعث برکت و رحمت ہے اور حق تعالیٰ سے توقع ہے کہ وہ احقر کو اور ہر مومن کو اپنے نبی پاک کی محبت صادق اور اتباع کامل عطا فرمائے آمین۔

ناظرین کی سہولت کیلئے ہمنے قصیدے کے ہمراہ اس کا اُردو ترجمہ بھی حضرت مصنف ہی سے کرا کر ہمراہ شائع کر دیا ہے۔

عـه اسی زمانہ میں حضرت مصنف مدظلہ نے ایک دوسرا قصیدہ بھی تصنیف فرمایا تھا جس کو بھی ہمراہ شائع کر دینا مناسب معلوم ہوا ۔ ۱۲ محمود

بسم الله الرحمن الرحيم

ألم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذي أنقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك

دلت الآيات بسياقها على مطلوبية التكرار

في مدح الرسول، وبمنطوقها على رفعة ذكره صلى الله عليه

ما هبت الدبور والقبول، ودخل في عمومه ما أجرى الله على ألسنة

الخلائق من المدحة التي ترتاح لها النفوس وتنشط لها العقول

وقد أخذت هذه الرسالة التي اسمها

نور على نور

من المدلولين حظا وافرا مشتملة على قصيدتين فصيحتين ونشيدتين بليغتين

في مدح الرسول لا نوا انشأهما ظفر أحمد التهانوي تقبلهما منه ربه الأكبر

ورضي بهما الحبيب الأزهر اهتم بطبعهما المولوي ظهور الحسن ناظر المكتبة

إمداد الغرباء بسهارنفور والمدرس بالمدرسة

مظاهر علوم صينت عن الفتن والشرور

أولا بمطبع جمال برقي پريس ببلدة دهلي

ربيع الأول ١٣٥٤ھ

رطب العرب

یعنی

قصیدہ نعتیہ

نتیجۂ فکر

حضرت العلامہ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَهٰذِي سُلَيْمٰى فِي جَمَالٍ مُّنَوَّرٍ
تَلُوحُ عَلٰى بُعْدٍ كَبَدْرٍ مُّدَوَّرٍ

کیا یہ روشن جمال سلیمیٰ دور سے گول چاند کی طرح چمک رہی ہے؟

أَمِ النَّجْمُ فِي أُفْقٍ مِّنَ الشَّرْقِ طَالِعٌ
أَمِ الزُّهْرَةُ الزَّهْرَاءُ أُخْتُ مُشْتَرِي

یا جانب شرق سے ستارہ ثریا طلوع ہو رہا ہے؟ یا روشن ستارہ زہرہ مشتری کے ساتھ چمکا ہے؟

أَمِ الْبَرْقُ فِي جُنْحٍ مِّنَ اللَّيْلِ لَامِعٌ
يُبَشِّرُ عَلٰى غَيْثٍ مِّنَ اللّٰهِ مُنْشِرٍ

یا رات کی تاریکی میں بجلی چمک رہی ہے؟ جو اللہ کی طرف سے زندگی بخش بارش کی خبر دے رہی ہے

أَمِ الرَّايَةُ الْبَيْضَاءُ فِي أَرْضِ طَيْبَةٍ
فَقَدِ اضْطَرَبَتْ لَيْلًا بِجُنْدٍ مُّظَفَّرٍ

یا سرزمین طیبہ میں رات کے وقت سفید جھنڈا ایک مظفر و منصور لشکر کو ساتھ لئے ہوئے لہرا رہا ہے

يَلُوذُ بِهَا الْأَقْيَالُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
وَمِنْ آلِ عَدْنَانٍ وَّمِنْ آلِ حِمْيَرٍ

جس کی جلو میں آل ہاشم و آل عدنان و آل حمیر کے سردار چل رہے ہیں

أَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ أَوَّلُ مُؤْمِنٍ
وَخَيْرُ رَفِيْقٍ بِالْمَغَارِ الْمُحَجَّرِ

(جن میں) حضرت ابوبکر صدیق سب سے پہلے ایمان لانے والے اور اس غار میں جسکے گرد (کافروں کا) حلقہ تھا بہترین رفیق تھے

أبو حفصٍ الفاروقُ خیرُ خلیفةٍ أعزّ به الإسلامُ فی کلّ محضرِ

اور حضرت ابو حفص فاروق بہترین خلیفہ تھے جن کے سبب سے ہر مقام پر اسلام کو عزت حاصل ہوئی

وعثمانُ ذو النورینِ أفضلُ صابرٍ علی الموتِ ظلماً بالقضیبِ المشہّرِ

اور حضرت عثمان ذوالنورین مظلومی کی حالت میں تنی ہوئی تلوار کے نیچے جان دینے پر سب سے بڑھ کر صبر کرنے والے تھے

علیٌّ فتی الفتیانِ بطلٌ مجرّبٌ وما أبصرت عینا شجاعٍ کحیدرِ

اور جوانوں کے جوان حضرت علی آزمودہ کار بہادر ہیں کہ کسی بہادر کی آنکھوں نے بھی حیدر جیسا نہیں دیکھا

وحمزةُ أسدُ اللهِ أسدُ رسولہِ کابنِ أخیہِ ذی الجناحینِ جعفرِ

اور حضرت حمزہ اللہ کے شیر اور رسول اللہ کے شیر ہیں۔ اسی طرح ان کے بھتیجے ذو الجناحین جعفر بھی

وسعدُ بنُ وقاصٍ وعمرٌو وعامرٌ وسیفُ الإلٰہِ خالدٌ کالغضنفرِ

اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور عمرو بن العاص اور ابو عبیدہ عامر بن الجراح اور سیف اللہ حضرت خالد بھی جو شیر ببر کی شکل ہیں

أسودُ الوغا أبطالُ أوسٍ وخزرجٍ ولم یلعبوا إلّا بسیفٍ وخنجرِ

اور میدان جنگ کے شیر اوس و خزرج کے بہادر بھی جو تلوار و خنجر ہی سے کھیلتے ہیں

مقادیمُ سبّاقٌ إلی کلّ غایةٍ بصبرٍ وإیمانٍ ورأیٍ مُدبّرِ

یہ حضرات ہر مقصد کی طرف صبر و ایمان اور پختہ ارادہ کے ساتھ پیشقدمی اور سبقت کرنے والے ہیں

بہالیلُ خوّاضونَ فی کلّ غمرةٍ بسیفٍ یمانٍ فی حدیدٍ مُسمّرِ

یہ معزز سردار ہر دشوار میدان میں یمنی تلوار اور لوہے کی زرہ سے آراستہ ہو کر گھس جانیوالے ہیں

حُماةُ الحقِّ اللهِ أنصارُ دینہِ ومن ینصرِ الإسلامَ والحقَّ یُنصَرِ

حق کے حامی اور دین الٰہی کے مددگار ہیں اور جو اسلام اور حق کی مدد کرتا ہے اُسکی غیب سے مدد کی جاتی ہے

ھُمُ جبلُ الإسلامِ فی کلّ موطنٍ ھُمُ شہداءُ اللهِ فی کلّ منحرِ

وہ ہر موقعہ پر اسلام کے پہاڑ تھے۔ اور ہر قربان گاہ میں اللہ کے نام پر شہید ہونے والے تھے

فَسَلْ عَنْهُمْ بَدْرًا حُنَيْنًا وَخَنْدَقًا ۔۔۔ وَسَلْ أُحُدًا عَنْهُمْ وَأَطْلَالَ خَيْبَرِ

اُن کی حالت کو بدر۔ حنین اور خندق سے پوچھ لو اور جبل احد۔ اور خیبر کے کھنڈروں سے دریافت کرلو

وَسَلْ عَنْهُمْ شَامًا وَمِصْرًا وَفَارِسًا ۔۔۔ دِمَشْقًا وَيَرْمُوكًا دِيَارَ التَّنَصُّرِ

شام اور مصر و فارس سے ان کو پوچھو اور دمشق و یرموک سے بھی جو نصرانیت کے گہوارے تھے

فَقَدْ اقْتَحَمُوا حَوْضَ الْمَنَايَا بِعَزْمَةٍ ۔۔۔ تَخِرُّ لَهَا شُمُّ الْجِبَالِ بِمَنْخَرِ

(یہ مقامات تبلائینگے کہ) یہ حضرات موت کے دریا میں ایسے بلند حوصلہ کے ساتھ گھسے تھے جسکے سامنے بلند پہاڑ بھی ناک کے بل گر جاتے

لَقَدْ جَاهَدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۔۔۔ صَلَوْا فِي لَهِيبِ الْحَرْبِ ذَاتِ التَّسَعُّرِ

انہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کردیا بھڑکتی ہوئی جنگ کے شعلوں میں کود پڑے

غَدَاةَ مَضَوْا مِثْلَ اللُّيُوثِ يَقُودُهُمْ ۔۔۔ إِلَى الْمَوْتِ حُبُّ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ مَضْجَرِ

صبح کے وقت شیروں کی طرح بڑھتے ہوئے چلے کہ موت کی طرف اللہ کی محبت بغیر کسی پس و پیش کے انکو کشاں کشاں لئے جارہی تھی

فَلَمَّا تَلَاقَوْا غَادَرُوا كُلَّ فَاجِرٍ ۔۔۔ عَلَيْهِ الْعَوَافِي كَالضَّوَارِي بِعَثْيَرِ

جب لشکروں کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہر بدکار کو اس حالت میں چھوڑا کہ مردار خوار جانور اس پر ایسے گر رہے تھے جیسے عثر کے بن میں شیر حملہ کرتے ہیں

فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَثْرَةً بَعْدَ عَيْنِهَا ۔۔۔ وَإِلَّا حَدِيثٌ مُفْتَرَى عِنْدَ مُفْتَرِ

تو دشمن کا صرف ایک معمولی سا نشان حقیقت کے بعد رہ گیا اور افسانہ تراشوں کے پاس محض افسانہ

تَزَلْزَلَ أَرْكَانُ الضَّلَالِ بِعَزْمِهِمْ ۔۔۔ وَهُدَّتْ جِبَالُ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ أَكْبَرِ

ان کے حوصلہ سے گمراہی کے ستونوں میں زلزلہ آگیا اور نعرہ اللہ اکبر سے کفر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

أُولَئِكَ أَقْمَارُ الْهُدَى وَنُجُومُهُ ۔۔۔ بِهِمْ يُهْتَدَى فِي كُلِّ أَمْرٍ مُحَيِّرِ

یہ ہیں ہدایت کے چاند اور تارے کہ ہر پریشان کن معاملہ میں انہی کے ذریعہ راہ ملتی ہے

وَلَنْ تَبْتَغِ إِلَّا لَدَيْهِمْ هِدَايَةً ۔۔۔ وَمَا حَادَ عَنْهُمْ غَيْرُ غُمْرٍ مُزَوِّرِ

ان کے سوا کسی کے پاس ہدایت نہیں مل سکتی اور بجز بیوقوف جھوٹ بنانیوالے کے کوئی بھی ان سے بے رخی نہیں کرسکتا

وَمَنْ یَبْتَغِی الْمَعْرُوْفَ مِنْ غَیْرِ اَهْلِهٖ — یُجَازٰی جَزَاءَ النَّادِمِ الْمُتَحَسِّرِ

اور جو کوئی نااہلوں سے بھلائی کا طالب ہوگا اس کو بجز حسرت وندامت کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا

اُولٰئِکَ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ — وَمَنْ یَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ یَسْعَدْ وَیَظْفَرِ

یہ حضرات اپنے نبی کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں جو اللہ کا ہوجاتا ہے وہ کامیاب اور فتحمند ہوتا ہے

اُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ وَحِزْبُهٗ — کَفَاهُمْ بِهٖ فَخْرًا عَلٰی کُلِّ مَفْخَرِ

یہ حضرات نبی کے اصحاب اور رسول کی جماعت ہیں۔ ان کو ہر فخر کے مقابلہ میں یہی فخر بہت کافی ہے

وَیَتْلُوْهُمْ مِنْ کُلِّ بَطْنٍ عِصَابَةٌ — عَلٰی نُصْرَةِ الدَّاعِی النَّبِیِّ الْمُطَهَّرِ

اور ان کے پیچھے پیچھے ہر زمانہ میں ایک جماعت اللہ کی طرف بلانے والے پاکیزہ پیغمبر کی نصرت پر تیار رہتی ہے

نَبِیٌّ اَتٰی وَالنَّاسُ فِیْ فَحْمَةِ الدُّجٰی — مِنَ الظُّلْمِ فِیْ شَرٍّ مِنَ الْجَهْلِ مُنْکَرِ

آپ ایسی حالت میں تشریف لائے کہ لوگ ظلم کی سخت تاریکی میں اور جہالت کی غیر معمولی بدی میں پھنسے ہوئے تھے

فَلَاحَ نُوْرُ الْحَقِّ وَالرُّشْدِ سَاطِعًا — بِطَلْعَةِ مَیْمُوْنِ النَّقِیْبَةِ اَزْهَرِ

پس حق اور ہدایت کا نور مبارک طبیعت روشن چہرہ والے نبی کے چہرہ سے چمکتا ہوا بلند ہوا

مُحَمَّدٌ الْمَبْعُوْثُ لِلنَّاسِ رَحْمَةً — بِوَجْهٍ مُنِیْرٍ مُسْتَنِیْرٍ مُنَوَّرِ

یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کے واسطے رحمت بنکر ایسے چہرہ کے ساتھ جو خود بھی منور ہے دوسروں کو بھی منور بنانیوالا ہے مبعوث ہوئے

بِاَفْضَلِ بَیْتٍ کَانَ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ — وَاَکْرَمِ قَوْمٍ کَانَ فِیْ خَیْرِ مَعْشَرِ

خاندان بنی ہاشم کے بہترین گھرانے میں اور بہترین جماعت کی معزز قوم میں

سُلَالَةُ اَمْجَادٍ کِرَامٍ ذَوِی الْعُلٰی — ذَوِیْ نَسَبٍ مِنْ خِنْدِفٍ مِثْلِ نَیِّرِ

آپ بلند معزز شریف لوگوں کی اولاد ہیں۔ جنکا نسب خندف سے ملتا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہے

اَتَانَا بِنُوْرٍ لَنْ تَرَی الْعَیْنُ مِثْلَهٗ — وَلَمْ تَرَ حَقًّا مِثْلَهٗ مِنْ مُخَبِّرِ

آپ ہمارے پاس ایسا نور لیکر تشریف لائے جسکی نظیر آنکھ کبھی نہ دیکھ سکیگی اور حقیقت میں آپ جیسا پیغمبر کسی نے پہلے بھی نہیں دیکھا

أتانا بآياتٍ كشمسٍ منيرةٍ — تجلّت على الأقطار في خير منظر

ہمارے پاس ایسی آیات لائے جو روشن آفتاب کی طرح چاردانگ عالم میں بہترین منظر کے ساتھ جلوہ نما ہیں

أتانا ببرهانٍ من العلم والهدى — فيا خير موردٍ ويا خير مصدر

ہمارے پاس علم وہدایت کی مستحکم دلیل لیکر آئے۔ بس اے سبحان اللہ آپ کیسے سیراب کرنیوالے اور کیسے پیاس بجھانیوالے ہیں

جوادٌ إذا ما أفقر الدهر أهله — وما مثله في الجود من متبكّر

جس وقت زمانہ مخلوق کی کمر توڑدے آپ سخاوت کرنے والے ہیں اور آپ کی برابر سخاوت میں کوئی پیشقدمی کرنیوالا نہیں

هو الغيث جوداً بل هو البحر زاخراً — بلى فوق بحرٍ زاخرٍ متزخّر

آپ سخاوت کی بارش ہیں بلکہ لبریز سمندر ہیں نہیں بلکہ لبریز پرجوش سمندر سے بھی بڑھ کر ہیں

غياثٌ لملهوفٍ ملاذٌ لخائفٍ — مغيثٌ لمحروق الجوى متصوّر

پریشان غمزدہ کے فریادرس ڈرنے والوں کے جائے پناہ سوختہ باطن بیتاب کے مددگار

مجيرٌ لمن لا يأخذ الناس كفّه — معزٌّ لمقهورٍ ذليلٍ مصغّر

جس کا کوئی بھی دستگیر نہ ہو اس کو پناہ دینے والے مظلوم ذلیل وخوار کو عزت بخشنے والے

نظامٌ لحقٍّ بل قيامٌ لأهله — نكالٌ لباغي الشرّ للحقّ منكر

حق کا انتظام کرنے والے بلکہ اہل حق کے لئے سہارا اور بدی ڈھونڈھنے والے منکر حق کو سخت سزادینے والے

حيوةٌ لمن قد مات بالجهل قلبه — نجاةٌ لأسرى في ضلالٍ محيّر

جس کا دل جہل سے مردہ ہوچکا ہو اس کے لئے حیات بخش۔ اور تباہ کن گمراہی میں گرفتار ہونیوالوں کیلئے نجات ہیں

رحيمٌ على الأدنى عفوٌّ عن العدى — وما للكسير مثله من مجبّر

غریب پر رحم کرنے والے دشمنوں کو معاف کرنے والے ۔ ٹوٹے ہوئے کو آپ کی برابر کوئی جوڑنے والا نہیں

تراه إذا ما جئته متهلّلاً — فأحبب به من أزهر اللون أنور

توجب بھی آپ کے پاس آئے آپ کو ہنستا ہوا کھلا ہوا پائے گا۔ سبحان اللہ یہ کھلے ہوئے چمکدار رنگ والے کیسے محبوب ہیں

مليح ملاء الدهر سكرى بحسنه	وكم من قتيل باللحاظ مقطر

ایسے ملیح ہیں کہ زمانہ بھر کے ملیح آپ کے حسن پر فریفتہ ہیں۔ آپ کی نگاہ سے کتنے ہی کشتہ پچھاڑے ہوئے ہیں

له انشق صدر البدر حبا لوجهه	وطوبى لقلب بالهوى متفطر

چاند کا سینہ آپ کے چہرۂ مبارک کی محبت میں شق ہوگیا۔ اور مبارک ہے وہ دل جو محبت سے پھٹ جائے

لقد انذر الاقوام سرا وجهرة	وما مثله لله من متشمر

آپ نے جملہ اقوام کو خفیہ وعلانیہ خدا سے ڈرایا۔ آپ کی برابر اللہ کے راستہ میں کوشش کرنیوالا کوئی نہیں ہوا

فصار يناديهم خلال بيوتهم	وطورا يناديهم بجمع ومشعر

پس کبھی تو آپ ان کے گھروں کے اندر پہنچ کر تبلیغ فرماتے تھے اور کبھی منٰی ومزدلفہ میں منادی کرتے تھے

دعاهم الى التوحيد والبر والتقى	وترك المعاصي والاذى والتجبر

آپ نے ان کو توحید اور نیکی وپرہیزگاری اختیار کرنے اور سرکشی ایذارسانی اور تکبر کے چھوڑنے کی دعوت دی

وقام بامر الله يوما على الصفا	فنادى الا هل من سميع ومبصر

ایک دن آپ نے اللہ کے حکم سے کوہ صفا پر کھڑے ہوکر لوگوں کو ندا دی کہ تم میں کوئی شنوا بینا ہے؟

الا اخبروا عني بما تعلمونه	فقد عشت فيكم مدة بين اظهر

اے لوگو! میرے متعلق تم جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔ کیونکہ میں ایک مدت تک اپنی زندگی کے دن تمہارے درمیان گزار چکا ہوں

فقالوا امين صادق غير كاذب	وما قلت زورا قط يا ابن المخير

سب نے (باتفاق) جواب دیا کہ آپ صادق امین ہیں جھوٹے نہیں اور اے برگزیدہ باپ کے بیٹے آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

فنادى بصوت زلزل الارض مرة	الا فاقبلوا قول النذير المذكر

اسپر آپ نے ایسی بلند آواز سے جس نے ایک بار زمین میں زلزلہ ڈالدیا یہ فرمایا کہ ہوشیار ہوکر ڈرانیوالے ناصح کی بات مان لو

الا فاهجروا ما تنحتون وسارعوا	الى ربكم قبل العذاب المدمر

خبردار! اپنے تراشے ہوئے بتوں کو چھوڑ کر جلدی اپنے رب کی طرف دوڑو پہلے اس سے کہ برباد کرنے والا عذاب آجائے

أَقِرُّوا بِأَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ — وَأَنِّي رَسُولٌ مِنْ مَلِيكٍ مُقَدِّرِ

اس بات کا اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور یہ کہ میں اس بادشاہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو ہر چیز کا اندازہ کرنیوالا ہے

فَفَتَّحَ آذَانًا بِحَقٍّ مُصَدِّعٍ — وَبَصَّرَ عُمْيَانًا بِنُطْقٍ مُفَسِّرِ

بس فیصلہ کن پیغام حق سے آپ نے بہروں کے کان کھولدیئے اور بلیغ کلام سے اندھوں کو سوانکھا بنادیا

فَصَارُوا كَأَنَّ الطَّيْرَ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ — حَيَارَى جَمِيعًا لِلْكَلَامِ الْمُؤَثِّرِ

اب وہ ایسے ہوگئے جیسے ان کے سر پر پرندے بیٹھے ہوں۔ سب کے سب اس موثر بیان سے حیران ہوگئے

وَنَادَى شَقِيُّ الْقَوْمِ تَبًّا لِمَنْ دَعَا — فَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي لَهِيبٍ مُسَعَّرِ

اس قوم میں سے ایک بدبخت چلا کر کہنے لگا کہ جس نے ہم کو بلا کر جمع کیا ہے اسکے ہاتھ ٹوٹیں تو بھڑکتی ہوئی آگ میں اسی کے ہاتھ ٹوٹ گئے

وَلَمَّا رَأَى مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ جَفْوَةً — أَتَى طَائِفًا يَرْجُو لِنَصْرٍ مُؤَزَّرِ

جب آپ نے مکہ والوں کا برتاؤ سخت دیکھا تو طائف والوں کے پاس قومی مدد کی امید میں تشریف لے گئے

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لِلرَّسُولِ وَأَغْلَظُوا — لَهُ الْقَوْلَ سَبًّا ثُمَّ ضَرْبًا بِأَحْجُرِ

انہوں نے بھی رسول کی بات نہ مانی اور سخت گفتگو۔ دشنام دہی۔ سنگ باری سے پیش آئے

فَبَاءَ بِقَلْبٍ مُطْمَئِنٍّ بِرَبِّهِ — حَزِينٍ عَلَى أَعْمَالِ قَوْمٍ مُتَبِّرِ

تو آپ ایسے دل کے ساتھ واپس ہوئے جو اپنے پروردگار پر مطمئن تھا اور تباہ کار قوم کے اعمال پر غمگین تھا

فَلَوْ شَاءَ أَنْ يَدْعُو عَلَيْهِمْ لَطُبِّقَتْ — عَلَيْهِمْ جِبَالٌ فِي نَكَالٍ مُنَكَّرِ

اگر آپ بددعا کرنا چاہتے تو پہاڑ ان کے اوپر گر پڑتے اور سخت عذاب کا سامنا ہوتا

وَلٰكِنْ دَعَا رَبِّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ — سُكَارَى بِجَهْلٍ فِي الْقُلُوبِ مُخَمَّرِ

لیکن آپ نے یہ دعا کی کہ اے پروردگار میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لوگ جہالت میں مست ہیں جو انکے دلوں پر آیا ہے

فَهَلْ نَظَرَتْ عَيْنٌ كَمِثْلِ مُحَمَّدٍ ﷺ — رَؤُوفًا عَلَى الْأَعْدَاءِ بَعْدَ التَّبَصُّرِ

تو کیا کسی آنکھ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دشمنوں پر رحم کرنے والا تلاش بسیار کے بعد بھی دیکھا ہے؟

وَهَلْ مِثْلُهُ فِي النَّاسِ مِنْ مُتَحَلِّمٍ	وَهَلْ مِثْلُهُ فِي الْخَلْقِ مِنْ مُتَصَبِّرٍ

اور کیا آپ کی برابر لوگوں میں کوئی حلیم - بردبار - اور مخلوق میں کوئی صبر کرنے والا ہے؟

وَهَلْ مِثْلُهُ فِي الْعُرْبِ وَالْعَجَمِ مَاجِدٌ	وَهَلْ مِثْلُهُ فِي الْبِيضِ وَالسُّودِ مِنْ جَرِيّ

اور کیا عرب و عجم میں آپ جیسا کوئی شریف اور کالے گوروں میں کوئی بہادر ہے؟

فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ قَدْ يَكُوْنُ كَاحْمَدٍ	عَفُوًّا عَنِ الزَّلَّاتِ لِلْمُتَعَثِّرِ

بس محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا خطاکار کی لغزشوں کو معاف کرنے والا کون ہوا یا کون ہوگا؟

هُوَ الرَّحْمَةُ الْمُهْدَاةُ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا	تَجَلّٰى عَلَى الْاَقْوَامِ فِي خَيْرِ مَاثَرٍ

آپ سراپا رحمت ہیں اللہ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر بھیجے ہوئے - آپ بہترین فضائل کے ساتھ اقوام عالم پر جلوہ فرما ہوئے

دَعَاهُ اِلٰهُ الْعَرْشِ لَيْلًا اِلَى الْعُلٰى	وَعَزَّزَهُ وَاهًا لَهُ مِنْ مُعَزَّزٍ

ایک رات خداوند عرش نے آپ کو آسمان پر بلایا اور آپ کی ایسی عظمت ظاہر کی کہ اس عظمت پر آپ کیلئے مرحبا ہے

فَسَارَ يُلَاقِي وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ	مِنَ الرُّسُلِ فِي عِزٍّ مَنِيعٍ مُوَقَّرٍ

پس آپ کے بعد دیگرے رسولوں سے ملتے ہوئے چلے عظیم الشان عزت کے ساتھ

وَيَخْتَرِقُ السَّبْعَ السَّمٰوَاتِ كُلَّهَا	طِبَاقًا وَيَعْلُوْ مَظْهَرًا فَوْقَ مَظْهَرٍ

آپ ساتوں آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے فرماتے جاتے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلند ہوتے جاتے تھے

وَجِبْرِيْلُ يَمْشِيْ آخِذًا بِرِكَابِهِ	فَوَاهًا لَهُ مِنْ رَاكِبٍ لِلَّيْلِ اَقْمَرٍ

جبرئیل امین آپ کی رکاب تھامے ہوئے چل رہے تھے سبحان اللہ آپ کس شان سے رات کو سوار تھے کہ چاند کی مانند آپکا چہرہ چمک رہا تھا

فَكَانَ لَهُ مَا كَانَ مِنْ فَضْلِ رَبِّهِ	وَنَالَ مَكَانًا قَدْ عَلَاهُ عَنْ تَصَوُّرٍ

پھر آپ پر خدا کا فضل ہوا جو کچھ بھی ہوا - اور آپ نے ایسا رتبہ پایا جو کسی کے گمان میں نہیں آسکتا

هُوَ الْاَوَّلُ الْعَالِي وَاِنْ جَاءَ آخِرًا	فَاَعْجِبْ بِهِ مِنْ عَاقِبٍ مُتَصَدِّرٍ

آپ ہی سب سے مقدم اور بلند ہیں اگرچہ سب رسولوں کے بعد تشریف لائے پس آپ کی شان بھی کس قدر عجیب کہ پیچھے سے اور آگے بڑھ گئے

وَلَمَّا تَمَادَى الْقَوْمُ فِي الْغَيِّ وَالْأَذَى   تَرَحَّلَ عَنْهُمْ رِحْلَةَ الْمُتَضَجِّرِ

جب قوم گمراہی اور ایذا رسانی میں حد سے بڑھ گئی تو آپ نے تنگ دل ہو کر اُن کے پاس سے کوچ کیا

تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَمَالَتْ جُدُودُهُمْ   وَحَلَّ عَلَى قَوْمٍ بِخَيْرٍ مُفَجَّرِ

جس قوم سے آپ نے کوچ کیا اس کا بخت سرنگوں ہو گیا اور جس قوم پر نزول کیا وہاں بھلائی کے دریا بہنے لگے

وَقَدْ نَزَلَتْ مِنْهُ عَلَى أَهْلِ طَيْبَةٍ   شَآبِيبُ فَضْلٍ فِي سَنَاءٍ مُشَهَّرِ

آپ کی وجہ سے مدینہ والوں پر فضل و کرم کی بارشیں نازل ہو گئیں اور انکی عزت بلند ہو گئی

هَنِيئًا لِأَنْصَارِ النَّبِيِّ سَعَادَةٌ   أَبَتْهَا أَنَامٌ مِنْ ضَلَالِ التَّفَكُّرِ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے انصار کو یہ سعادت مبارک ہو جس سے دوسری قوموں نے اپنی رائے کی غلطی سے انکار کر دیا تھا

فَطَيْبَةُ طَابَتْ وَاشْمَخَرَّتْ إِلَى الْعُلَى   وَقَدْ لَاحَتْ أَقْطَارُهَا بِالتَّنَوُّرِ

پس مدینہ پاکیزہ بن کر بلندی کی طرف سربلند ہو گیا۔ اور اس کے تمام اطراف نورانیت سے چمکنے لگے

بِهَا قُبَّةٌ خَضْرَاءُ زَهْرَاءُ بَهْجَةً   يُحَلُّ بِهَا قَبْرُ الْحَبِيبِ الْمُعَطَّرِ

مدینہ میں ایک قبہ خضرا ہے جو رونق دار چمکدار ہے۔ اسی میں اس محبوب کی قبر ہے جو (دنیا بھر کو) معطر کئے ہوئے ہے

وَمَا مَاتَ مَنْ تَحْيَى الْقُلُوبُ بِذِكْرِهِ   بِنَفْسِي حَيٌّ رَاقِدٌ بَيْنَ أَقْبُرِ

اور جس کے ذکر سے دلوں کو حیات نصیب ہوتی ہو وہ مر نہیں سکتا۔ میری جان اس زندہ کے قربان جو چند قبروں کے درمیان آرام فرما

فِدَاهُ نُفُوسُ الْعَالَمِينَ فَإِنَّهُ   هُوَ الرُّوحُ فِي هٰذَا الْوُجُودِ الْمُصَوَّرِ

آپ پر تمام جہان والوں کی جانیں فدا ہوں کیونکہ روح آپ ہی ہیں باقی تمام عالم صورت ہی صورت ہے

وَلَوْ كَانَ يُمْشَى بِالْعُيُونِ مَحَبَّةً   حَدَوْتُ لَهُ بِالْعَيْنِ عَدْوَ الْمُضَمَّرِ

اگر محبت میں آنکھوں کے بل چلنا ممکن ہوتا تو میں آنکھوں کے بل تیز رو گھوڑے کی طرح دوڑ کر آپ تک پہنچتا

فِدًى لِرَسُولِ اللّٰهِ نَفْسِي وَمُهْجَتِي   وَأُمِّي وَآبَائِي أَقَلِّي وَأَكْثَرِي

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر میری جان و دل میرے ماں باپ میرا تھوڑا بہت سب کچھ قربان

عَلَیْہِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثُمَّ سَلَامُہٗ	وَاَصْحَابِہٖ اَہْلِ التُّقٰی وَالتَّبَرُّرِ

آپ پر اللہ کا صلوٰۃ وسلام نازل ہو اور آپ کے اصحاب پر بھی جو پرہیزگار اور وفادار تھے

وَآلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ	سَلَامًا کَمِسْکٍ اَطْیَبِ الرِّیْحِ اَذْفَرِ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان پر بھی۔ ایسا سلام جو پاکیزہ خوشبو خوب مہکنے والے مشک کی مانند معطر ہو

قصیدۂ ثانیہ

زَالَ الظَّلَامُ وَلَاحَ النُّوْرُ فِی الْاُفُقِ — بَرْقٌ تَاَلَّقَ فِیْ دَاجٍ مِنَ الْغَسَقِ

تاریکی چھٹ گئی اور آفاق میں روشنی چمکنے لگی — گھٹا ٹوپ تاریکی میں ایک بجلی سی کوندرہی ہے

بَرْقٌ مِنَ الطُّوْرِ؟ اَوْ بَدْرٌ عَلٰی جَبَلٍ — بِبَطْنِ مَکَّۃَ مُنْشَقٌّ عَلٰی فِلَقٍ

یہ برق طور ہے؟ یا مکہ کی بستی کے ایک پہاڑ پر — چاند ہے جو ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا ہے

بِاِصْبَعٍ مِنْ نَبِیٍّ کَانَتْ اِشَارَتُہَا — فِی الْبَدْرِ اَنْکٰی مِنَ الصَّمْصَامِ فِی الْعُنُقِ

ایک مبارک ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے — جس نے چاند میں وہ کام کیا جو گردن میں تلوار بھی نہیں کرسکتی

وَاهًا لَہٗ مِنْ نَبِیٍّ لَا مِثَالَ لَہٗ — فَاقَ الْخَلَائِقَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ

سبحان اللہ! یہ تو بے مثال نبی ہیں — جو صورت اور سیرت میں ہر طرح تمام مخلوق سے بڑھ گئے

مُحَمَّدٌ خَاتَمُ الْاَنْبَاءِ سَیِّدُہُمْ — حَامِی الْحَقِیْقَۃِ مِفْتَاحٌ لِّمُنْغَلِقٍ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء سردار انبیاء — حق کے حامی اور ہر بند دروازہ کو کھولنے والے ہیں

اَتْقَی الْاَنَامِ وَاَزْکَاہُمْ وَاَعْلَمُہُمْ — بِاللّٰہِ اَحْلَمُہُمْ فِی الرَّتْقِ وَالْفَتْقِ

تمام مخلوق سے زیادہ متقی سب سے زیادہ پاکیزہ — اور سب سے زیادہ خدا کو پہچاننے والے صلح اور جنگ میں سب سے بڑھ کر حلیم

زَاکِی النِّجَارِ جَمِیْلُ الْوَجْہِ اَنْوَرُہٗ — یَمْحُو الظَّلَامَ کَبَدْرِ التَّمِّ فِی الْاُفُقِ

پاکیزہ سرشت خوبصورت منور چہرہ — تاریکی کو اس طرح مٹاتے ہیں جیسے آفاق میں ماہ کامل

قَدْ جَاءَ وَالنَّاسُ فِیْ ہَرْجٍ وَّفِیْ مَرَجٍ — وَالظُّلْمُ عَمَّ بَسِیْطَ الْاَرْضِ بِالْفِتَنِ

آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ لوگوں میں فساد مچا ہوا تھا — اور ظلم نے تمام زمین کو ڈھانک ڈالا تھا

والجهل كالليل قد أرخى ذوائبه
في غيهب كفر على الآفاق منطبق

جہالت نے رات کی طرح اپنی زلفیں بکھیر رکھی تھیں
اور کفر کا بادل تمام آفاق پر چھایا ہوا تھا

فانشق صبح الهدى من نور طلعته
يجلو غياهب ليل الجهل والحمق

پس آپ کے مبارک چہرہ کے نور سے ہدایت کی صبح نمودار ہوئی
جہالت اور حماقت کی رات کا اندھیرا مٹاتی ہوئی

فأصبح الناس في علم وفي حكم
بنعمة الله بعد الضل والخرق

اب اللہ کے فضل سے لوگوں نے گمراہی اور حماقت کی بجائے
علم اور حکمت کی روشنی میں صبح کی

وأصبحت أمة أمية عرفت
بالجهل سابقة الأقوام والفرق

اور وہ جاہل قوم جو جہالت میں مشہور عالم تھی
اب تمام قوموں اور تمام فرقوں سے (علم میں) سبقت لیگئی

فالعلم والعدل سارا تحت رايتها
والفتح والنصر والاقبال في الطرق

علم اور عدل اُسکے جھنڈے کے نیچے چلنے لگے
اور فتح و نصرت اور اقبال اُسکے راستہ میں تھے

والصبر والصدق والاخلاص حلتها
وراية العز في الآفاق بالخفق

صبر وصدق اور اخلاص اُس کا لباس تھا
اور اُسکی عزت کا پرچم چاردانگ عالم میں لہرا رہا تھا

حب النبي وتقوى الله شيمتها
واليمن والسعد مثل العقد في العنق

حب رسول اور خوف خدا اُس کا شیوہ تھا
اور برکت وسعادت اور کامیابی گلے کا ہار

يا أكرم الناس عند الله منزلة
وأفضل الخلق من جمع ومفترق

اے وہ! جو خدا کے نزدیک رتبہ میں سب سے
زیادہ معزز اور افضل ترین مخلوق ہے خواہ اجتماعی صورت میں ہو یا انفرادی حالت میں

قد خصك الله بالاسراء ليلة إذ
ترقى السموات من طبق إلى طبق

آپ کو اللہ تعالیٰ نے معراج سے مخصوص ممتاز فرمایا ہے
جس رات کہ آپ تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے فرما رہے تھے

حتى بلغت من العلياء ذروتها
وغاية لم تدع شأوا لمستبق

یہانتک کہ بلندی کی چوٹی پر اور ایسے انتہائی مقام
پر پہنچ گئے جسنے کسی آگے بڑھنے والے کیلئے ایک قدم کی بھی گنجائش نہ چھوڑی

أتاك ربك ما لم يؤته أحدا
من الجمال كمثل اللؤلؤ الفلق

آپ کو پروردگار عالم نے موتی کی طرح چمکنے والا
ایسا جمال عطا فرمایا ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوا!

اوتیت علما وحلما زانہ خلق

آپ کو وہ علم وحلم دیا گیا جس کو خلق عظیم نے زینت بخشی

وحکمة انت فیہا حائز السبق

اور ایسی حکمت دی گئی جس میں آپ ہی سب سے آگے ہیں

جودا یعم الوری نیلا ومرحمة

ایسی سخاوت دی گئی جس کی عطا تمام مخلوق کو عام ہے

علی الاعادی وعدلا غیر ذی رنق

اور دشمنوں پر رحم اور ایسا انصاف دیا گیا جس میں ذرا میل نہیں

امانة صلة للرحم مکرمة

امانت۔ صلہ رحمی۔ کرم فرمائی اور فیصلہ کن

فصل الخطاب وحیا غیر مختلق

گفتگو اور ایسی وحی دی گئی جو افترا سے بالکل پاک ہے

بلاغة اخجلت من رامہا ورمت

بلاغت ایسی کہ جس نے اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا شرمندہ کر کے مقابلہ کیا

مبارزیہا بذل الاوبکم الخرق

اور جس نے مقابلہ کیا وہ گونگے بیوقوف کی طرح ذلیل و رسوا ہو گیا

وباہرات من الایات معجزة

اور کھلی کھلی نشانیاں بطور اعجاز کے دی گئیں جو رات

تبدو لناظرہا باللیل کالشفق

کو بھی دیکھنے والوں کے سامنے شفق کی طرح چمکتی ہیں

شجاعة واصطبارا یوم ملحمة

میدان جنگ میں شجاعت و استقلال آپ ہی کا

اذا تطیش ید الرعدیدة الفرق

حصہ ہے جبکہ بزدل ڈرپوکوں کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں

کنت الغیاث لایتام وارملة

آپ یتیموں۔ بیواؤں کیلئے فریاد رس تھے جو فاقہ کی

امست من الجوع کالبالی من الورق

وجہ سے پرانے پتے کی طرح سکڑ کر رہ گئے تھے

کنت الملاذ لمضطر ومضطرب

آپ ہر مسکین مضطر و پریشان کے لئے جائے پناہ

من المساکین للافات معتنق

تھے جو آفات سے گلوگیر ہو چکا تھا

حصنا حصینا وماوی کل ذی شرف

ہر شریف اور معزز کے لئے جسکو زمانہ نے اوپر سے

عزیز قوم رماہ الدہر من حلق

پھینک دیا تھا مضبوط قلعہ اور پناہ تھے

کنت المجیر لمظلوم تقلبہ

آپ ہی ایسے مظلوموں کو (ظلم سے) بچانیوالے تھے

ایدی الزمان کریش فی الہوا قلق

جن کو زمانہ نے ایسا چکر دے رکھا تھا جیسا ہوا میں اڑتا ہے

ہاجرت من وطن قد کنت تالفہ

آپ نے اپنے وطن مالوف سے ہجرت کی

لظلم قوم بشر الکفر ملتزق

اس قوم کے ظلم کی وجہ سے جو کفر پر جمی ہوئی تھی

طابت بغرتك الميمون طلعتها
آپ کے مبارک چہرہ کی روشنی سے وہ مدینہ بارونق

مدينة احدقت بالبيض والدرق
ہو گیا جس کو دشمنوں کی تلواروں اور ڈھالوں نے گھیر لیا تھا

جاهدت كل كفور قد عصى وطغى
تو آپ نے ہر اس کافر سے جہاد کیا جو نافرمانی میں

وزاده غيه رهقا على رهق
حد سے گزر گیا اور گمراہی نے اس کو ظلم پر کمربستہ کر دیا تھا

فاصبحوا لا يرى الا مساكنهم
پس صبح تک انکی یہ حالت ہو گئی کہ مکانات کے سوا ان کا

وادخلوا في سعير دائم الحرق
کچھ نشان باقی نہ رہا اور جہنم میں جھونک دیئے گئے جو ہمیشہ جلتی رہیگی

واظهر الله دينا قد اتيت به
اور اللہ نے اس دین کا بول بالا کر دیا جو آپ ساتھ لیکر

وتم نورك رغم الحاسد الحنق
تشریف لائے تھے اور حاسدوں ہٹ دھرموں کی ناک رگڑ کر آپکا نور کامل ہو گیا

وما دعوت على الاعداء اذ ظلموا
مگر دشمنوں کے حق میں باوجود انکے ظلم کے بھی آپ نے سخت

بشدة الباس من خسف ومن غرق
عذاب کی بددعا نہیں کی کہ زمین میں دھنس جائیں یا پانی میں ڈوب جائیں

بل قد دعوت لهم بالرشد اذ جهلوا
بلکہ آپ نے انکے لئے ہدایت ہی کی دعا کی کیونکہ وہ

ما قد تبين عند الراشد الحذق
اس چیز سے ناواقف تھے جو ہوشیار سمجھدار کیلئے بالکل واضح تھی

يا خير مقتتل يا خير مصطلح
اے سب مجاہدوں سے بہتر مجاہد اور سب صلح پسندوں سے بہتر صلح پسند

بالله مفترق لله متفق
اللہ کی وجہ سے جدا ہونیوالے! اللہ کے واسطے ملنے والے

احييت جامدة اشعلت خامدة
آپ نے بجھی قوم کو زندہ اور بجھی ہوئی طبیعتوں کو

بمنطق كنظام الدر متسق
مشتعل کر دیا ایسی گفتگو سے جو موتی کی لڑی کی طرح منظم تھی

انت النذير لخلق الله قاطبة
آپ ہی تمام خلق اللہ کو ڈرانے والے ہیں

وانت اياه من حر الجحيم تقي
اور آپ ہی ان کو جہنم کی آگ سے بچانیوالے ہیں

انت البشير لمن طابت سريرته
جس کا دل کفر کی ناپاکی سے پاک ہو چکا ہو آپ اسکو ایسی جنت کی

بجنة يا لها من خير مرتفق
بشارت دینے والے ہیں جو بہترین آرامگاہ ہے

انت الحبيب لمن حلت سعادته
جس شخص کی سعادت کا وقت آ گیا آپ اسکے محبوب

وليس يرغب عنها غير كل شقي
ہیں اور اس ملت سے بجز بدبخت کے کوئی بھی منہ نہیں موڑ سکتا

انت العماد لقوم لا عماد له

جس قوم کا کوئی سہارا نہو آپ ہی اُسکے لئے سہارا

انت الحياة لمن ماتت عزيمته

جن کی ہمتیں مرچکیں اُنکے لئے آپ ہی حیات ہیں

انت النجاة لمن امسى بمرتكم

جو شخص گمراہی کے بحرزخار بے پایاں میں

يا خاتم الرسل حب الله صفوته

اے خاتم رسل اللہ کے محبوب۔ اللہ کے پسندیدہ

ارجو رضاك فلا تحرم نوالك من

یہ ناچیز آپ کی رضا کا امیدوار ہے۔ اپنی بخشش سے اس

فانت اكرم من اوفى بذمته

جو لوگ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنیوالے ہیں آپ ان میں سب سے

وانت اشرفهم بيتا ومنزلة

گھرانے اور خاندان میں آپ سب سے زیادہ شریف ہیں

وانت اجمل من ترنو بمقلته

آنکھوں سے دیکھنے والوں میں آپ سب سے بڑھکر خوبصورت ہیں

وانت افضل خلق الله قد علموا

سب کو معلوم ہے کہ آپ مخلوقِ خدا میں سب سے افضل

فانت في الناس كالياقوت في حجر

آپ آدمیوں میں ایسے ہیں جیسے پتھروں میں یاقوت

يا خير من عاش في الدنيا ومات بها

اے وہ! جو دنیا میں جینے والوں اور وفات پانیوالوں میں

انت الرشاد لمن قد ضل في طرق

جو ادھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہو آپ ہی اُسکے لئے رہنما ہیں

انت الربيع لاهل الجدب والرمق

قحط زدہ اور نیم جانوں کیلئے آپ ہی موسم بہار ہیں

من الظلام بيحر زاخر عمق

سخت تاریکی کے اندر پھنسا ہوا ہو اُسکے لئے آپ ہی نجات ہیں

يا بكر امنة الزهراء كالفلق

اے آمنہ کے لال! جو کہ صبح کی طرح روشن تھیں

يدعى باسمك في البلدان والرفق

غلام کو محروم نہ فرمایئے جو تمام بلاد اور احباب میں آپکے نام کے

وانت ارحم من ترجى لهم تبق

زیادہ کریم۔ اور مبتلائے مصیبت ترحم کھانیوالوں میں سب سے زیادہ رحیم ہیں

وانت ذو نسب كالشمس مؤتلق

آپ کا نسب آفتاب کی طرح چمکنے والا ہے

وخير لاق بوجه مشرق طلق

اور سب سے زیادہ کشادہ اور سب سے اچھے روشن چہرہ کے ملنے والے ہیں

وانت اكملهم فيما مضى وبقي

اور زمانہ گزشتہ و آئندہ میں سب سے زیادہ کامل ہیں

وانت في الخلق مثل النور في الحدق

آپ مخلوق میں ایسے ہیں جیسے پتلیوں میں نور

نفسي الفداء لقبر منك ملتصق

سب سے بہتر میری جان اس قبر پر قربان جو آپ سے ملی ہوئی ہے

وانظر الی ظفر قد جاء معتذرا — والطف بصب كئيب هائم شفق

اس گنہگار ظفر پر نظر لطف فرمائیے جو تائب ہو کر حاضر ہوا ہے — اور پریشان حیران ترساں جاں نثار پر مہربانی فرمائیے

واستغفر الله لی حتی یجاوز عن — زلات نفس هوت بالجهل فی الزلق

اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے تاکہ اس نفس کی — لغزشوں سے درگزر فرمائیں جس نے بعض دفعہ نادانی سے پھسلنے کی

عسی انال غدا منك الشفاعة اذ — قد الجم الناس للاثام بالعرق

میں فردائے قیامت میں حضور کی شفاعت کا امیدوار ہوں — جبکہ گناہوں کی وجہ سے لوگوں کا پسینہ منہ تک آجائیگا

فامنن علینا رسول الله لیس لنا — الا الیك النجا فی الحادث الازق

یارسول اللہ ہمارے حال پر کرم فرمائیے کیونکہ سخت حادثہ — کے وقت آپ کے سوا کسی کی طرف ہم دوڑ کر نہیں جا سکتے

انت الشفیع لنا اذ لا یقوم لها — سواك فی الناس یوم الحشر والصعق

آپ ہی ہمارے شفیع ہیں ایسے وقت جبکہ شفاعت — کیلئے آپ کے سوا قیامت اور مدہوشی کے دن کوئی کھڑا نہ ہوگا

وانت تسقی ولا ساق سواك لنا — كاسا یطاف بماء بارد غدق

اور آپ ہی ہم کو ٹھنڈے پانی کا لبریز جام پلائینگے — جبکہ آپ کے سوا اور کوئی ساقی نہوگا

جاء البشیر فرد الله لی بصری — لما اتی بقمیص فائح عبق

بشارت دینے والا آیا تو اللہ نے میری بینائی واپس کردی — کیونکہ وہ ایسا پیراہن لایا ہے جسکی خوشبو نے مشام جان کو معطر کردیا

فالحمد لله ان لم یاتنی اجلی — حتی لبست لباسا زاد كل تقی

پس اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئی — جبتک میں نے وہ لباس پہن لیا جو ہر متقی کا سرمایہ ہے

سبحان من برا الاكوان من كلم — سبحان من خلق الانسان من علق

پاک ہے وہ جس نے ایک کلمہ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا — پاک ہے وہ جس نے خون بستہ سے جیتا جاگتا انسان بنا دیا

ثم الصلوة صلوة لا انقضاء لها — علی النبی مع الاصحاب فی الرفق

پس اب درود نازل ہو ایسا درود جو کبھی ختم نہو — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ورفقاء پر

واهل بیت رسول الله كلهم — ما لاح بدر الدجی والشمس فی الافق

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اہلبیت پر بھی — جبتک چاند اور سورج آفاق میں چمکتے رہیں

تمام شد

سفر حجاز و زیارت حرمین شریفین

(بسلسلہ گذشتہ)

مدینہ منورہ میں کتاب الزیارۃ النبویہ کی تالیف

اللھم صل وسلم و بارک علی ھذا النبی الکریم افضل صلواۃ وازکی تسلیم۔ میں اس مبارک سفر میں اپنی عربی کتاب اعلاء السنن[1] کی جلد عاشر اس امید پر ساتھ لیگیا تھا کہ شاید حضور کے مواجہ میں کچھ لکھنے کا موقع مل جائے۔ اور اسطرح کتاب متبرک ہوجائے سو الحمد للہ اس کا موقع نصیب ہوا اور میں نے باب الزیارت نبویہ مدینہ منورہ ہی میں لکھا۔ اور مواجہ نبویہ میں حضور کے سامنے اس باب کو ختم کیا۔ جب میں مواجہ نبویہ میں قلم دوات لیکر لکھنے بیٹھا۔ تو نجدی سپاہی نے بیٹھنے سے منع کیا اور کہا۔ اگر حضور کی طرف منہ کر کے لکھنا چاہتے ہو تو کھڑے ہو کر لکھو۔ اور اگر بیٹھنا چاہتے ہو تو قبلہ کی طرف منہ کر کے لکھو۔ میں فوراً کھڑا ہو کر لکھنے لگا۔ اور میرے دوست مولوی محمد موسی صاحب نے دوات ہاتھ میں لے لی آخر کا ایک صفحہ میں نے کھڑے کھڑے پورا کیا اور اس نعمت عظمی پر اللہ تعالی کا شکر بجالایا کہ حضور کے مواجہ میں کتاب ختم کرنیکا موقع مل گیا۔ والحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً کما یحب و یرضی۔

مسجد قبا

یہ دن جمعہ کا تھا۔ اگلے دن سنیچر کو مسجد قبا کی زیارۃ کے لئے مع رفقا کے گیا۔ کیونکہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سنیچر کے دن ہی قبا تشریف لیجایا کرتے تھے اور یہ وہ متبرک مقام ہی۔ جہاں ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے[2] چودہ دن یا چار دن

---

[1] اس کتاب میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جو مسائل فقہیہ میں حنفیہ کی موید و مستدل بہا ہیں کتاب الطہارۃ سے کتاب المیراث تک تمام ابواب فقہیہ کے دلائل اس میں جمع کئے گئے ہیں۔ جلد عاشر میں کتاب الحج ہی اس سے قبل و بعد کی تمام جلدیں مکمل ہو چکی ہیں بعض وجوہ سے کتاب الحج کو موخر کیا گیا ہی ۱۲ ظ

[2] ۔ اگرچہ اس وقت مدینہ میں اسلام پھیل چکا تھا اور قبیلہ اوس و خزرج کے اکثر افراد حلقہ بگوش اسلام (باقی بر صفحہ ۴۴)

قیام فرمایا تھا اور اپنے دست مبارک سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی تھی جو اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے جس کی کرامت و بزرگی کو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بھی بیان فرمایا ہے۔
لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین ۵

حضرت سیدنا حمزہ کی زیارت　اس سے پہلے جمعرات کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد کی زیارت کو جانا ہوا تھا۔ ان دونوں مقامات نے ابتدائے عروج اسلام کی تصویر نگاہوں کے سامنے کردی۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر قبہ تو نہیں ہے مگر قبر ہنوز پختہ ہے جو نہ معلوم حکومت سعودیہ کے ہاتھوں سے کیونکر بچ گئی۔ ہم لوگ جمعہ کے روز عشا کے بعد مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ سنیچر کو پورے آٹھ دن ہوگئے اور اتوار کے دن مکہ معظمہ کی طرف روانگی طے پائی۔

مدینے سے مکہ کو روانگی　مزور نے خبر دی کہ موٹر صبح ہی کو روانہ ہو جائے گا۔ اس لئے رات ہی سے سامان باندھ دیا گیا۔ صبح کی نماز کے بعد دربار نبویہ میں رخصتی سلام عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئے اُس وقت مسلمانوں کی جو کیفیت ہوتی ہے۔ اُس کو دیکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ یہ آٹھ دن ایسے گذر گئے۔ کہ معلوم بھی نہوئے۔ اب رخصتی سلام کا وقت آیا تو حسرت بھرے دل سے سلام عرض کیا اور دوبارہ توفیق حاضری کے لئے بہت بہت دعائیں کیں اور جو کچھ مانگنا تھا مانگ لیا

(نوٹ بقیہ صفحہ گذشتہ) ہو چکے تھے مگر پھر بھی کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم تھے اور یہودی قبائل کی بھی مدینہ میں خاصی تعداد تھی اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دفعتہً مدینہ میں داخل ہونا پسند نہ فرمایا کہ مبادا مشرکین اور یہود کچھ فساد برپا کریں بلکہ مدینے کے متصل قبا میں جہاں مہاجرین مکہ زیادہ تعداد میں تھے چند روز قیام فرمایا۔ تاکہ مشرکین و یہود مدینے کی حالت کا پورا اسواز نہ ہو جائے۔ چنانچہ جب اطمینان ہوگیا کہ اوس و خزرج کی طاقت کافی ہے اور مخالف گروہ کی طاقت کمزور ہے اس وقت حضور نے مدینے میں داخل ہونیکی تیاری کی حضور کی ہر ہر بات میں حکمت اور تدبر و دانائی کا نمایاں پہلو ہوتا ہے جس کو سمجھنے کیلئے عقل سلیم کی ضرورت ہے ۱۲ ظ

الحمد للہ کہ اس وقت بھی احباب واصحاب کے ساتھ تمام مسلمانوں کے لئے فلاح دارین اور شفاعت کی دعائیں کی گئیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں" پھر نودعٰ یا رسول اللہ غیر مودع ولاسراضین بفراقک کہتے ہوئے چشم گریاں وسینہ بریاں کیساتھ مدینے کی گلیوں کو پیادہ پا طے کرتے ہوئے نو ۹ بجے باب العنبریہ پہنچے۔ جہاں موٹر ہم سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ یہاں کئی گھنٹہ ٹھیرنا پڑا۔ کیونکہ سب موٹروں کو ساتھ روانہ ہونا تھا۔ یہ چند گھنٹہ کا قیام اس لئے گراں نہ ہوا کہ مدینے سے نکلنے کو کسی کا جی ہی نہ چاہتا تھا۔ قبہ خضرا سامنے تھا۔ جس کو دیکھ دیکھکر دل اُمڈا چلا آتا تھا۔ اور یہ تصور سوہان روح ہورہا تھا کہ تھوڑی دیر میں یہ بھی نظروں سے اوجھل ہوجاویگا۔ گھڑی میں بارہ بجے اور موٹر یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے۔ میں اس وقت بیر اسقیا کی زیارت کررہا تھا۔ جو باب العنبریہ کے متصل ہی مدینے سے باہر ایک کنواں ہے جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر تشریف لایا کرتے اور اس کا پانی پیا کرتے تھے۔ جب موٹر روانہ ہونے لگے تو میں بھی سوار ہوگیا اور ساڑھے بارہ بجے کے قریب مدینے سے باہر سنگستانی میدان میں موٹر تیزی کیساتھ چلنے لگا۔ اس وقت بے ساختہ زبان پر یہ اشعار آگئے۔

لو کنتِ ساعۃ بیننا ما بیننا	ورأیت کیف نکرر التودیعا
لعلمتِ ان من الدموع محدثا	وعلمت ان من الحدیث دموعا

ے

وکنت اظن ان القرب یطفی	لھیب الشوق فازداد اللھیب

پندرہ بیس منٹ کے بعد مدینے کے درودیوار آنکھوں سے اوجھل ہوگئے اور صرف مدینے کے پہاڑ اور وادیٔ عقیق کا میدان دل کی تسلی کے لئے باقی رہ گیا

ذوالحلیفہ پر احرام باندھنا

گھنٹہ بھر میں منزل ابیار علی پر پہنچے جس کا قدیم نام ذوالحلیفہ ہے موٹر قہوہ خانہ پر ٹھیرا۔ یہاں سے وہ جگہ ذرا فاصلہ پر تھی جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا اور یادگار کے طور پر اس جگہ مسجد بنادی گئی ہے۔ اکثر حجاج کو تو

اس کی خبر ہی نہ تھی اور جن کو خبر تھی وہ بھی فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سستی کر گئے اس لئے تقریباً تمام لوگوں نے قہوہ خانہ ہی میں ظہر کی نماز پڑھ کر احرام باندھ لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے رفقاء نے جن میں مستورات بھی تھیں سستی سے کام نہیں لیا بلکہ سب کے سب اُس مسجد میں پہنچے جہاں سے حضورؐ نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا تھا۔ مسجد کے قریب ہی گیہوں اور جو کے کھیت تھے جن میں پانی دینے کیلئے کنواں چل رہا تھا۔ سب نے پانی کی گول پر وضو کیا۔ شیریں پانی تھا۔ پیاس لگ رہی تھی۔ وضو کر کے پانی خوب پیا۔ پھر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھ کر احرام قرآن کی نیت کی گئی اور لبیک بحجۃ و عمرۃ لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک بلند آواز سے کہکر محرم بن گئے میرے ہمراہی سب کے سب قارن ہی تھے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا کہ اس سفر میں ایسی سنتوں پر عمل ہو گیا۔ اب راستہ بھر لبیک کا ورد تھا اور حاضری حرم کا اشتیاق لبیک پڑھتے ہی اُس بے چینی میں سکون کی شان پیدا ہونے لگی ہے جو مفارقت مدینہ سے ہوئی تھی۔

موٹر کمپنی کا وکیل

آج ہمارے موٹر میں موٹر کمپنی کا وکیل بھی سوار تھا۔ اس لئے رفتار بہت تیز تھی۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا ہو گئیں۔ خیال تھا کہ نماز عشا منزل پر پڑھکر سو رہیں گے مگر وکیل صاحب نے نہ مانا۔ اُنھوں نے ڈرائیور کو حکم دیا کہ منزل مستورہ اور رابغ کا درمیانی حصہ جو بہت زیادہ ریگستانی ہے رات ہی میں طے کر دیا جائے تاکہ دن میں تمازت آفتاب سے تپتے ہوئے ریگستان میں سفر کرنے کی زحمت نہ ہو۔ رائے تو معقول تھی مگر موٹر میں بیٹھے بیٹھے ٹانگیں درد کرنے لگیں اور جی گھبرا گیا تھا۔

ع اس مقام پر اگر حکومت سعودیہ کے انتظام کی داد نہ دیجائے تو سخت بے انصافی ہوگی کیونکہ پہلے زمانوں میں قافلہ سے علیحدہ ہونا سخت خطرہ کا سبب تھا مگر اس وقت ہمکو قافلہ سے الگ ہوکر مسجد ذوالحلیفہ تک جانے میں کسی خطرہ کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔ نہ یہ وہم ہوا کہ موٹر پر ہمارا سامان ہے اور ساتھیوں میں سے وہاں کوئی بھی نہیں سامان کا کیا حشر ہوگا۔ اس قسم کے خطرات کا اب کلی انسداد ہو گیا ہے کسی کی مجال نہیں کہ حاجی کو یا اس کے سامان کو آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ ۱۲ ظ

اس لیے میں نے زبردستی آدھ گھنٹہ کیلئے مستورہ میں موٹر ٹھیرایا اور اطمینان سے نماز عشا پڑھی۔ چائے پی۔ پھر سوار ہوئے۔ عشا کے ایک گھنٹہ بعد رابغ پہنچے اور پہنچتے ہی قہوہ خانہ کی چارپائیوں پر قبضہ کر کے بستر جما دیے۔ بستر پر سر رکھنا تھا کہ ایسے سوئے جیسے سوداگر گھوڑے بیچ کر سوتا ہی۔ مگر حکومت سعودیہ کے انتظام کی داد دینا چاہیے کہ حجاج تو ایسی غفلت کی نیند میں مست تھے اور سامان سے لدے ہوئے موٹر قہوہ خانے کے باہر کھڑے تھے۔ مگر کیا مجال کہ ایک چیز کو بھی کوئی ہاتھ لگا لے؟!

اُمید نہ تھی کہ آج وقت پر آنکھ کھلے گی۔ مگر آفرین ہو بعض شب بیدار رفقاء کی ہمت پر کہ اخیر ہی شب میں اٹھ ہی بیٹھے اُن کی دیکھا دیکھی میں بھی اٹھا تہجد سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اس خیال سے کہ شاید موٹر جلدی ہی روانہ ہو جائیگا ناشتہ کی فکر ہوئی کچھ سامان ساتھ تھا اُسے قہوہ خانہ کی دوکان پر گرم کیا۔ روٹی گرم گرم خریدی ناشتہ کر کے چارپائی بستر پر لیٹے اور موٹر کی روانگی کا انتظار کرنے لگے معلوم ہوا کہ ابھی روانگی میں دیر ہے۔ کیونکہ راستہ میں ایک موٹر خراب ہو گیا ہے۔

رابغ میں ۵ گھنٹہ قیام

کمپنی کا وکیل جو ہمارے موٹر میں دھرا ہوا تھا ہندسی (مستری) کو ساتھ لیکر اُسے درست کرا کے لانے گیا ہے۔ جبتک وہ واپس نہ آئیگا یہ موٹر بھی نہ چل سکیگا۔ میں نے پوچھا کہ آخر تخمیناً کتنی دیر کا کام ہے کہا گیا یہی ایک دو گھنٹہ کا۔ مگر وہ ایک دو گھنٹہ اس بلا کے تھے کہ آفتاب نکلا بھی بلند بھی ہوا سر پر بھی آ گیا۔ ظہر کی نماز بھی پڑھ لی۔ عصر کا وقت بھی قریب آ گیا۔ دو گھنٹے پورے نہ ہوئے

رئیس محکمہ سے گفتگو

یہ صورت حال دیکھ کر مجھے تکلیف محسوس ہوئی تو سیدھا رئیس محکمہ تفتیش کے دفتر میں پہنچا جو قہوہ خانہ کے قریب ہی ایک معمولی سے مکان میں تھا۔ مگر دروازہ پر سائن بورڈ لگا ہوا اور ایک سنتری دو نالہ بندوق لیے ہوئے کھڑا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ مجھے رئیس محکمہ سے ملنا ہے۔ اُس نے اطلاع کی تو بجائے بلانے کے رئیس صاحب خود ہی باہر تشریف لائے اور سلام و مصافحہ کے بعد عربی میں اس طرح گفتگو ہونے لگی۔

میں - جناب والا میں آپ سے اس تکلیف کی شکایت کرنے آیا ہوں کہ ہمارا موٹر جس میں کمپنی کا وکیل بھی سوار ہے رات عشا کے بعد یہاں پہنچ گیا تھا اور ہمکو اُمید تھی کہ آج عصر کیوقت تک مکہ معظمہ پہنچ جائیں گے - مگر افسوس کہ رابغ میں عصر کا وقت ہو گیا - اور موٹر ڈرائیور چلنے کا نام نہیں لیتا - حج کا وقت قریب ہی - آج ۳ ذی الحجہ ہے پھر بھی اس قدر تاخیر کیوں ہو رہی ہی -

رئیس - غالباً آپ اُس موٹر کے سوار ہیں جس میں بہت سے عجمی لوگ ہیں -

میں - جناب ہم عجمی نہیں - میں عثمانی ہوں - میرے بعض رفقا، علوی ہیں بعضے صدیقی ہیں - ہاں یہ خطا ضرور ہے کہ ہم ہندوستان میں کسی وقت جا بسے تھے

رئیس - ہنس کر معاف کیجئے گا میری مراد عجمی سے عجمی النسل نہ تھی بلکہ عجمی السکونت تھی "

میں - تو جناب کو عجمی کی جگہ ہندی فرمانا چاہیے تھا - بیشک میں اُسی موٹر کا ایک سوار ہوں جس میں بہت سے ہندی ہیں "

رئیس - غالباً آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک موٹر رستہ میں خراب ہو گیا ہی اور کمپنی کے وکیل کا فرض ہے کہ اُس کی سواریوں کو اپنے ساتھ لیجائے - اس لئے وہ موٹر درست کرانے اور اُس کی سواریوں کو ساتھ لانے گیا ہے - کیونکہ وہ لوگ آپ سے زیادہ تکلیف میں ہیں -

میں - بیشک وکیل کا فرض ہی کہ حجاج کی راحت رسانی کی فکر کرے مگر اس کی دوسری صورت بھی ہو سکتی تھی - جس میں ہمکو بھی تکلیف کا سامنا نہ ہوتا -

رئیس - وہ صورت کیا تھی -

میں - وکیل صاحب کسی دوسری موٹر کار میں اُن کے ساتھ آجاتے اور ہماری موٹر کو اپنی آمد تک محبوس نہ کرتے -

رئیس غالباً وکیل کو یہ خبر نہ تھی کہ اُس لاری کی مرمت میں اتنی دیر ہو جائیگی کہ آپ کو یہاں عصر کا وقت ہو جائے گا - بہت اچھا میں ابھی حکم دیتا ہوں کہ آپ کی موٹر روانہ ہو جائے - وکیل کسی دوسری موٹر میں آ رہیگا -

اس گفتگو کے بعد رئیس صاحب کا شکریہ ادا کر کے میں دفتر سے باہر نکلا اور عصر کی

نماز کا بندوبست کرنے لگا تو ڈرائیور دوڑتا ہوا آیا کہ جلد سوار ہو جایئے اب میں دیر نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ عصر کا وقت آگیا ہے میں دو رکعتیں پڑھ کر سوار ہونگا۔ ڈرائیور نے کہا کہ آپ یہاں سے باہر نکل کر بھی عصر پڑھ سکتے ہیں۔ اب تاخیر کرنے میں مجھے خطرہ ہے میں سمجھ گیا کہ رئیس نے میرے پیچھے پیچھے ہی حکم بھیجدیا ہے۔ اس لئے ڈرائیور کے حواس بجا نہیں رہے۔ مگر میں نے سہولت اسی میں دیکھی کہ عصر کی نماز پڑھکر سوار ہوں۔ اس لئے اُس کے تقاضے کی پروا نہ کر کے جماعت کے ساتھ عصر کی نماز ادا کی۔ مستورات نے بھی اپنے گھر دیں نماز پڑھی اور سوار ہو گئے۔ اُس وقت ڈرائیور نے مجھے اپنے پاس جگہ دی جہاں کمپنی کا وکیل پہلے بیٹھا تھا۔ اس واقعہ سے غالباً ناظرین نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ حکومت سعودیہ نے حجاج کی راحت کا کیسا عمدہ انتظام کیا ہے اور اُن کی ذرا سی شکایت پر سعودی حکام کس قدر توجہ کرتے ہیں۔ غرض مغرب کے وقت منزل طوال میں پہنچے اور عشاء کے وقت دھبان میں آئے۔ اس وقت رفقاء میں اختلاف رائے ہوا کہ عشا کی نماز پڑھ کر اسی جگہ آرام کریں یا جدہ پہنچکر رات گذاریں کثرت رائے اس طرف ہوئی کہ جدہ پہنچنے پر اگر دروازۂ شہر کھلا ہوا نہ ہوا تو بہت تکلیف ہو گی۔ اس لئے صبح کی نماز پڑھکر یہاں سے روانہ ہونا چاہیئے میں ابتدا میں بتلانا بھول گیا کہ مدینے اور منازل مدینے میں سردی کے موسم میں سخت سردی ہوتی ہے چنانچہ مدینہ میں سخت سردی کا سامنا ہوا مگر بحمد اللہ سامان کافی تھا۔ اس لئے کوئی تکلیف نہیں ہوئی البتہ جن حضرات نے مدینہ کو مکہ پر قیاس کر کے گرم ملک سمجھ لیا اور سردی کا سامان کافی نہ لیا تھا اُن کو تکالیف کا سامنا ہوا۔ مدینہ سے واپسی پر راستہ میں بھی بہت سردی ملی۔ چنانچہ دھبان میں تو ایسی سردی تھی کہ کمبل وغیرہ سے بھی گرمی پیدا نہ ہوئی۔

جدہ میں داخلہ اور علماء کرام سے ملاقات

صبح کی نماز پڑھ کر معمولی ناشتہ کیا چائے پی اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔ دو گھنٹہ کے بعد شہر آگیا۔ ہم اپنے وکیل عبدالکریم بخش کے مکان پر پہنچے تاکہ مدینے کے تبرکات اُس کے گھر پر چھوڑ دیں اور ہلکے ہو کر کہ معظمہ چلے جائیں۔ میں وکیل کے مکان پر پہنچا ہی تھا کہ اُس کے ملازم نے خبر دی کہ

ہندوستان کے بعض علماء تمہاری تلاش میں ہیں میں نے اُن کے نام دریافت کئے تو کہا ایک تو مولٰنا مرغوب احمد صاحب ہیں جو رنگون سے آئے ہیں ایک مولوی عتیق الرحمن صاحب دیوبندی ہیں۔ ایک مولوی عرفان صاحب ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اوّل مولٰنا مرغوب احمد صاحب سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیے پھر مولوی عتیق الرحمن صاحب بھی تشریف لے آئے۔ سب حضرات سے ملکر جی خوش ہوا اور معلوم ہوا کہ آپ کل ہی رضوانی جہاز سے جدہ اُترے ہیں اور آج ہی مکہ معظمہ جانیوالے ہیں میں نے کہا میں بھی ایک دو گھنٹہ کیلئے جدہ میں ٹھیرا ہوں۔ ابھی جانیوالا ہوں۔ پھر ہم سب اسباب کی درستی میں لگے۔ جو سامان یہاں چھوڑنا تھا چھوڑ دیا۔ باقی کو موٹر میں رکھنے کے لئے الگ کرلیا۔ اس سے فراغت ہو کر کھانے کا انتظام کیا۔ مستورات تو موٹر سے اُترتے ہی وکیل کے مکان میں پہنچکر آرام کر رہی تھیں ہمنے اُن کو بازار سے کھانا لاکر دیا اور خود بھی کھایا۔

جدہ سے مکہ کو روانگی

اتنے ہی میں موٹر تیار ہو کر آگیا۔ اور ۱۲ بجے سوار ہو کر جدہ سے روانہ ہوگئے۔ آج منگل کا دن تھا اور ذی الحجہ کی چار تاریخ تھی۔ جدہ سے ایک منزل تک رستہ بہت اچھا ہے جو موٹر کیلئے موزوں ہے ظہر کی نماز منزل بحیرہ پر پڑھی۔ یہاں سے چار پانچ میل تک راستہ بہت ریگستانی تھا جہاں موٹر کا چلنا اس مقدس زمین کی کرامت ہی سمجھنا چاہیے۔ مولانا مرغوب احمد صاحب اور اُن کے رفقاء کی لاری ہم سے پہلے روانہ ہو چکی تھی۔ مگر راستہ میں فیل ہو کر پیچھے ہوگئی۔ ہماری موٹر کو بھی ریتیلے میدان میں دقت کا سامنا ہوا۔ مگر فیل نہیں ہوئی۔ ریگستانی میدان ختم ہوتے ہی اعلام یعنی حد حرم کے نشان نظر آنے لگے۔ جن کو دیکھ کر دل کی جو کچھ کیفیت ہوئی زبان قلم اُس کے بیان سے عاجز ہے۔ دل میں یہ خیالات موجزن تھے۔ کہ اب ہم اللہ کی پناہ میں یعنی حرم میں داخل ہونے والے ہیں۔ جس کی بابت قرآن میں فرمایا گیا ہے ومن دخلہ کان امناً۔ بیساختہ زبان سے لبیک اللّٰھم لبیک نکلا اور دل کہیں سے کہیں پہنچ گیا موٹر ریتیلے میدان سے نکل کر تیزی کے ساتھ ہوا سے باتیں کر رہا تھا کہ اعلام حرم پر پہنچے

ہی ڈرائیور نے بلند آواز سے کہا ھٰذہٖ الاعلام اعلام الحرم اور ہمنے اس کے جواب میں لبیک اللّٰھم لبیک کا نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد منزل شمیشیہ آئی جس کا قدیم نام حدیبیہ ہے۔ جدہ سے نیت باندھ کر چلے تھے کہ حدیبیہ میں اُتر کر دو رکعت نفل پڑھیں گے اور اُس کنوئیں سے جس کا پانی غزوۂ حدیبیہ میں لشکر اسلام کیلئے ناکافی ہوگیا تو حضور علیہ السلام علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اُس میں گڑوا دیا تھا جس سے دفعتًہ پانی جوش مارنے لگا اور تمام لشکر کو کافی ہوگیا تھا۔ پانی پئیں گے۔ مگر حدیبیہ کے آتے ہی مستورات نے پیاس پیاس کہنا شروع کیا اور قہوہ خانے والے ٹھنڈے پانی کی صراحیاں سامنے لے آئے اُن کے خریدنے اور مستورات کو پانی پلانے میں اتنی دیر لگ گئی کہ موٹر کے قیام کا وقت ختم ہوگیا کیونکہ یہاں دس بارہ منٹ سے زیادہ وقفہ نہیں ہوتا۔ تھوڑی دور موٹر چلا تھا کہ۔ سامنے جبل النور نظر آنے لگا جس کا قدیم نام جبل حرا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت تک خلوت نشینی اختیار کی تھی اس کو دیکھ کر ابتداء نبوت کا منظر نگاہوں میں پھرنے لگا اور بے اختیار درود شریف زبان پر جاری ہوگیا۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ کما تحب وترضیٰ" ۴ بجے کے قریب جبل جرول سامنے آیا جس کے پیچھے مکہ معظمہ آباد ہے۔ اس پہاڑ کی چڑھائی پر موٹر کا چلنا بھی ایک کرامت ہے

مکہ معظمہ کا داخلہ

اس سے اُترے تو پولیس کی چوکی پر موٹر ٹھیرا جہاں حجاج کی شمار کی گئی اور اسی جگہ معلم کے آدمی ہمارے استقبال کو آگئے۔ حاجی عبدالستار ہمارے رفیق سفر بھی یہیں ملے جو ہم سے پہلے مکہ معظمہ آگئے تھے اور خرچ کی کمی کی وجہ سے مدینہ منورہ نہ جاسکے تھے مستورات کو موٹر سے اُتار کر گھوڑا گاڑی میں سوار کیا گیا۔ گاڑی کے ساتھ حاجی عبدالستار کو روانہ کیا تاکہ مستورات کو اُس مکان میں اُتار دیں جو معلم نے ہمارے واسطے حرم کے متصل باب الزیادہ پر پہلے سے تجویز کر رکھا تھا اور ہم سب رفقاء پیادہ پا مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ معظمہ کی آبادی بھی اس وقت شریف حسین کے زمانہ سے زیادہ معلوم ہوئی اور

مسجد الحرام اور بیت اللہ کی زیارت

رونق بھی بہت تھی تقریبًا آدھ گھنٹہ میں ہم مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچگئے بیت اللہ پر نظر پڑتے ہی سفر کا تمام تکان جاتا رہا۔ اور

اللّٰهم زد بيتك هذا تشريفاً و تعظيماً و تكريماً و مهابة و زد من شرفه و عظمه ممن حجه او اعتمره تشريفاً و تعظيماً و مهابة و برًّا لا اله الا الله والله اكبر زبان

طواف قدوم

سے نکلا پھر قریب جاکر حجر اسود کا استلام کیا۔ اور طواف قدوم شروع کر دیا۔ جس میں داہنا شانہ کھول کر تین شوط دوڑتے ہوئے پورے کیے اور چار آہستہ آہستہ۔ اسوقت کی حالت کا موازنہ وہی کر سکتا ہے جس نے یہ منظر اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اور دل کسی کے مشاہدہ میں محو ہوتا ہے اور جب بے شمار مخلوق کو جس میں امیر بھی ہوتے ہیں غریب بھی۔ بوڑھے بھی جوان بھی بچے بھی۔ عورتیں بھی۔ عربی بھی۔ عجمی بھی۔ مصری بھی۔ ہندی بھی۔ جاوی بھی سندی بھی۔ ترکی بھی۔ افریقی بھی۔ گورے بھی کالے بھی۔ بیت اللہ کے گرد گھومتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ تو بے ساختہ حافظ شیرازی کے یہ اشعار زبان پر آجاتے ہیں۔

غلام نرگس مستِ تو تاجدارانند ۔۔۔ خراب بادۂ لعلِ تو ہوشیارانند
نہ من برآں گل عارض غزل سرایم و بس ۔۔۔ کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

طواف قدوم کے بعد دو رکعتیں پڑھی گئیں۔ پھر دعا مانگ کر عصر کی نماز رفقاء کیساتھ جماعت سے ادا کی۔ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہوا مگر وقت کی قلت کی وجہ سے سعی کو مغرب کے بعد پر ملتوی کیا گیا۔ اب ہم حرم ہی میں بیٹھے ہوئے بیت اللہ کے نظارے سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو راحت و سکون پہنچاتے رہے۔ تھوڑی دیر میں مغرب کی اذان ہوئی۔ امام حرم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر سنتیں پڑھ کر سعی کے واسطے روانہ ہوئے اوّل جبل صفا پر پہنچے اور حدیث کی دعائیں پڑھ کر سعی شروع کی میلین اخضرین کے درمیان رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم کہتے ہوئے تیزی کے ساتھ دوڑ لگائی یہ عمل حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت اور اُن کی یادگار ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حق تعالیٰ کے حکم سے اُن کو اس سرزمین مقدس میں جو اُس وقت بے آب و گیاہ کا۔ میدان تنہا چھوڑ گئے انکی گود میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شیرخوار بچہ بھی تھے چند روز میں پانی کا مشکیزہ خالی ہو گیا۔ کھجوریں ختم ہو گئیں دودھ خشک ہو گیا تو حضرت اسمٰعیل بھوک و

پیاس میں ایڑیاں رگڑنے لگے۔ اور حضرت ہاجرہ کا کلیجہ اپنے بچہ کی بے تابی دیکھ کر منہ کو آنے لگا۔ تو وہ پانی کی تلاش میں اول صفا پہاڑ پر چڑھیں وہاں پانی کا نشان نہ ملا تو مروہ کی طرف چلیں یہ کچھ حصہ زمین نشیب میں واقع تھا جس میں چلتے ہوئے بچہ نگاہ سے اوجھل ہو جاتا تھا تو وہ اس حصہ کو دوڑ کر طے کرتی تھیں۔ مروہ پر بھی پانی نہ ملا تو پھر گھبرا کر صفا پر آئیں اسی طرح سات چکر لگائے حق تعالیٰ کو اُن کی یہ ادا پسند آگئی تو قیامت کیلئے صفا مروہ کی سعی تمام مخلوق پر لازم کردی گئی۔ تاکہ سوچنے والے سوچیں۔ سمجھنے والے سمجھیں کہ ایک عورت ذات نے خدا کی اطاعت اور اُس کی رضا میں کیسی جوانمردی اور ثبات قدمی وصبر واستقلال کا ثبوت دیا تھا۔ مردوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے اور عورتوں کو اُن کے اتباع کی کوشش کرنی چاہیئے۔ سعی سے فارغ ہو کر مکان پر گیا۔ کھانا کھایا۔ جو معلم صاحب کے مکان سے بطور ضیافت کے آیا تھا۔ پھر نماز عشا ادا کی اور عشا کے بعد دوسرا طواف عمرہ کیلئے کیا۔ کیونکہ حنفیہ کے نزدیک قارن پر دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔

سلطان کا طواف اور سعی کیلئے تشریف لانا

طواف سے فارغ ہو کر سعی کرنے گیا تو صفا سے مروہ تک راستہ کے دونوں طرف نجدی سپاہیوں کا سنگین پہرہ تھا کیونکہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود بھی آج ہی نجد سے تشریف لائے اور عشا کے بعد طواف وسعی کرنے بیت اللہ میں آئے تھے جس وقت میں طواف کر رہا تھا اُس وقت تک کسی کو مطاف سے باہر نہیں نکالا گیا تھا۔ مگر تھوڑی دیر کے

مطاف وسعی کو خالی کرانے پر اعتراض

بعد ہی مطاف کو سلطان اور اُن کے رفقاء کیلئے خالی کرا دیا گیا۔ اور علماء خصوصاً علماء ہند نے سلطان کے اس فعل کو بنظر کراہت دیکھا۔ کیونکہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے اپنے واسطے کبھی مطاف کو خالی نہیں کرایا بلکہ ہمیشہ سب کی ساتھ مل جلکر طواف کیا ہے۔ خلفائے راشدین کے بعد بھی کسی خلیفہ وقت کے لئے تاریخ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ پس یقیناً یہ فعل سنت کے خلاف ہے اور

بدعت میں داخل" ممکن ہی یہ کہا جائے کہ سلطان کو سب کیساتھ طواف کرنے میں کچھ خطرہ ہوگا۔ مگر یہ تاویل اس لئے غلط ہے کہ مسجد حرام سے زیادہ مجمع عرفات کی مسجد نمرہ میں ہوتا ہے اور سلطان صرف پانچ چھ سپاہیوں کے سنگین پہرہ میں وہاں تشریف لائے اور مسجد کو خالی نہیں کرایا گیا اور اگر فرض کر لیا جائے کہ سلطان کو سب کے ساتھ طواف کرنے میں خطرہ ہے تو اس صورت میں آپ کو ہر سال طواف وسعی کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ فریضۂ حج تو ادا کر چکے ہیں۔ صرف حج نفل کیلئے اس بدعت کے ارتکاب کی کوئی ضرورت نہیں جو ہر سال دنیا کی نظروں میں کھٹکتی ہے۔ اور اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو آدھی رات کو بھیس بدل ایسے وقت بھی وہ طواف کر سکتے ہیں جب حرم میں دس پانچ غریبوں کے سوا کوئی نہ ہو اور اس صورت سے کر سکتے ہیں کہ کسی اُن کی اطلاع ہی نہو۔

اُمید ہے کہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ میری اس خیر خواہانہ گذارش پر پوری توجہ فرمائیں گے۔ چونکہ جلالۃ الملک کو اتباع سنت کا بہت خیال ہے اس لئے دل چاہتا ہے کہ آپ کی کوئی ادا ایسی نہو جو سنت نبویہ سے ناواقفکار نظروں میں منکر و بدعت ہو کر ظاہر ہو۔

شاہی ضیافت میں شرکت ۵۔ ذی الحج کو جلالۃ الملک سلطان کی طرف سے دعوتی خط موصول ہوا جس میں ۷۔ ذی الحجہ کو عصر کے بعد قصر شاہی میں تناول طعام اور تقریر شاہی سننے کیلئے بلایا گیا تھا۔ سلطان کی عادت ہے کہ ہر سال عمائد حجاج کو قصر شاہی میں مدعو فرمایا کرتے ہیں اور عمائد کا علم معلمین و مطوفین کے ذریعہ سے انکو ہوتا ہے معلمین اپنے حاجیوں میں جس کو علم یا دولت میں بڑھا ہوا دیکھتے ہیں اُس کا نام سلطان کے سکرٹری کے پاس بھیجدیتے ہیں سلطان کی طرف سے اُسکے نام دعوتی خط معلم کے ذریعہ سے پہنچ جاتا ہے۔ میرے معلم نے میرا نام بھی بھیجدیا تھا۔ اس لئے مجھے بھی شاہی مہمان بننے کی عزت حاصل ہوئی۔

سلطان قصر شاہی میں یہاں اس بات کا ظاہر کر دینا ضروری ہی کہ نجدی قوم جلالۃ الملک سلطان ابن سعود کو قصر شاہی سے باہر تو سلطان

کی شان ہیں ظاہر کرتی ہی کہ اوّل رستہ کے دونوں طرف سنگین پہرہ ہوجاتا ہے موٹروں کا ایک سلسلہ بندھ جاتا ہے۔ جن میں بڑے بڑے افسر یکے بعد دیگرے آتے ہیں پھر سلطان کا موٹر آتا ہے اور تمام افسر اور فوجی سرو قد ہوجاتے ہیں مگر گھر کے اندر وہ سلطان سے ایسا معاملہ کرتے ہیں جیسا گاؤں کے کاشتکار اپنے زمیندار یا چودھری سے کیا کرتے ہیں دیکھنے والے کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں بادشاہ کون ہے اور وزیر کون ؟ اور خادم کون ممکن ہے کہ کسی کو یہ طرز ناپسند ہوا ہو اور میں دیکھ رہا تھا کہ بعضے ہندوستانی بات بات پر اعتراض کر رہے تھے۔ مگر میں دل سے اسی کا خواہاں تھا اس لئے مجھے اس سے مسرت ہوئی کہ سلطان بھی اپنی رعایا کی طرح ایک آدمی ہے۔ بس اتنا فرق تھا کہ دوسرے معمولی آدمی تھے اور سلطان ایک خاص درجے کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ بہرحال اسلامی مساوات کی ایک نمایاں جھلک نظر آتی تھی جس سے مجھے خاص حظ حاصل ہوا۔

حمیدیہ میں اجتماع

عصر کے بعد تمام مہمانوں کو اوّل حمیدیہ میں جمع کیا گیا جو کسی زمانہ میں ترکی عدالت تھی اور اب بھی اُس کا نام ترکوں کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے۔ یہ عمارت مسجد حرام سے ملی ہوئی بڑی عالیشان ہی وسیع وسیع کمرے بنے ہوئے ہیں مگر سامان زینت و آرائش زیادہ نہیں ہے سادگی برتی ہے۔ تقریباً ۴۵ منٹ تک ہم یہاں بیٹھے رہے پھر سلطانی موٹریں مہمانوں کو لینے کیلئے آئیں اور یکے بعد دیگرے ایک ایک موٹر روانہ ہوئی

قصر شاہی میں داخلہ

مغرب کے قریب ہم قصر شاہی میں پہنچے۔ دروازے پر سپاہیوں کا پہرہ تھا اور ایک نقیب بھی کھڑا ہوا تھا۔ جو ہر مہمان سے دعوت نامہ طلب کرتا اور دستخط کر کے اندر جانے کی اجازت دیتا تھا۔ بہت سے مہمان احرام باندھے ہوئے ننگے سر لنگی اور چادرہ پہنے ہوئے تھے اُن کو ایسی حالت سے اندر جانے کی اجازت دیدی گئی۔ جو بغیر احرام کے تھے وہ پورا لباس پہنے ہوئے سر پر عمامہ یا ترکی ٹوپی رکھے ہوئے قصر شاہی میں داخل ہونے کے بعد ایک پرفضا باغیچہ نظر پڑا جو سرزمین حجاز میں نئی چیز تھی گملوں میں بھی قسم قسم کے پھول لگے ہوئے تھے اس باغیچہ سے گذرتے ہوئے ایک زینہ پر چڑھے جس کی سیڑھیوں پر قیمتی مخملی قالین بندھی

ہوئی اور پیتل کی سلاخوں سے جمائی ہوئی تھی منزل پر مختلف بڑے بڑے کمرے تھے جن میں مہمانوں کیلئے کرسیاں بچھی ہوئی اور قیمتی مخملی قالین جوتوں کے تلے تھے۔ یہ تکلف اور سامان زینت دیکھ کر مجھے افسوس ہوا اگر رعایائے حجاز میں افلاس کا غلبہ نہوتا تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ آج کل شان سلطانی لوازمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیمتی مخملی قالین جوتوں میں روندے جائیں مگر جس ملک کی رعایا ایسی مفلس ہو کہ حاجیوں کی چوسی ہوئی پھینکی ہوئی ہڈیوں پر بھی گرتی پڑتی ہو۔ فاقے پر فاقے کرتی ہو۔ بدن چھپانے کیلئے کپڑا میسر نہ ہو اس کا بادشاہ اپنے محل کی سیڑھیوں اور فرش پر مخملی قالین کا غلاف چڑھائے۔ جائے حیرت ہے

علمائے نجد کو مشورہ نہ معلوم علمائے نجد نے سارا اتباع سنت مسئلہ شد رحال اور مسئلہ توسل اور ہدم بناء علی القبور ہی میں کیوں منحصر کر دیا۔ کیا یہ بھی تکلفات اور اسرافات اتباع سنت کیخلاف نہیں۔ اگر حکومت سعودیہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر واقعی چلنا چاہتی ہے تو اس کو ان تکلفات سے یکلخت الگ ہو جانا چاہیے اور ان قالینوں کو فروخت کرکے حجاز کی مفلس رعایا میں روپیہ تقسیم کر دینا چاہیے"۔

جلالۃ الملک سلطان سے معروض جلالۃ الملک سلطان ابن سعود کو حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد کرنا چاہیے۔ کہ جس وقت حجاز میں سخت قحط اور افلاس رونما ہوا تو آپ نے گھی کو چھوڑ کر زیتون کا تیل کھانا اختیار فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ تیل کے استعمال سے آپکے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور غذا اتنی کم کر دی تھی کہ دیکھنے والوں کو آپ پر رحم آتا تھا۔ رعایا کی بدحالی اور مفلسی کے زمانہ میں سلطان اسلام کو ایسا ہی کرنا چاہیے"۔

میں نے سُنا ہے کہ آجکل پائے تخت ریاض میں بھی عالیشان عمارتوں کی تیاری پر بیدریغ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو میں اس پر بھی اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کیے بغیر نہ رہوں گا۔ جلالۃ الملک کو عالی شان قصر و محل کی اصلا ضرورت نہیں۔ بلکہ سب سے زیادہ ضرورت رعایا کی اقتصادی حالت سنبھالنے کی ہے تاکہ قلوب رعایا میں سلطان کی محبت پیوستہ ہو جائے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اہل حجاز کے

دلوں میں جلالۃ الملک کی محبت نے گھر نہیں کیا۔ حجاز میں دس سال سے زیادہ مدت اُن کی حکومت کو ہوگئی ہے۔ اور اس کے اسباب میں دوسری وجوہ کیساتھ اس کو بھی بڑا دخل ہے کہ رعایا پروری اور تالیف قلوب کے اُصول سے کام نہیں لیا گیا۔ اہلِ حجاز کے قلوب پر رعب حکومت کا سکہ تو خوب جما ہوا ہے مگر محبت والفت کی مہر نہیں لگی۔ حالانکہ استحکام و استقلال سلطنت کیلئے دونوں کی ضرورت ہے"۔

قہوہ کا دور

مغرب سے پہلے ایک دور قہوہ کا چلا میں نے اور میرے ہمراہی علماء نے تو نہیں پیا کیونکہ ہمیں اس کی عادت نہیں باقی اکثر لوگوں نے پیا اس کے بعد محل شاہی میں سے اذان کی سنائی دی اور سب مہمان قصر شاہی کے بالائی حصہ پر پہنچ گئے۔ جہاں کھلی ہوئی چھت پر جانمازیں بچھی ہوئی تھیں۔ اذان ختم ہونے کے بعد سلطان اپنے ایڈیکانگ کے ساتھ چند سپاہیوں کے درمیان تشریف

قصر شاہی میں جماعت مغرب

لائے۔ صف اول میں کھڑے ہوگئے۔ امام آگے بڑھا اور نماز شروع ہوگئی۔ نماز کے بعد سلطان نے سنتیں ادا کیں۔ میں نے خوب غور سے دیکھا کہ آپ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے لباس سادہ تھا۔ اور خالص عربی۔ ایک مشلح نجد کا بنا ہوا پہنے تھے۔ جس کی گردن پر تین اُنگل چوڑا زردوزی کام تھا۔ سر پر عقال تھا۔ کسی قسم کا تکلف لباس میں نہ تھا۔ میرے دل پر سلطان کی سادگی اور باخشوع نماز نے گہرا اثر کیا۔ سنتوں سے فراغت کے بعد سب مہمانوں نے سلطان سے مصافحہ کیا۔

سلطان کی نماز

میں بھی آگے بڑھا اور السلام علیک یا سلطان المسلمین کہکر مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے اس وقت سلطان کے چہرہ پر تبسم آمیز بشاشت جلوہ گر تھی آپ کا قد لمبا ہے۔ چہرہ رعب دار نہیں۔ مگر دلوں کو اپنی طرف کشش کرنے والا ہے۔ مہمانوں سے ملاقات فرماکر سلطان ایک کمرہ میں تناول طعام کیلئے تشریف

جلالۃ الملک سے مصافحہ اور ملاقات

لیگئے اور مہمانوں نے دوسرے کمروں میں جبیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانے میں ترکی تمدن کا اتباع کیا گیا تھا۔ میز پر کھانا لگا ہوا تھا۔ کرسیاں بچھی ہوئی تھیں کھانے کے

کھانا

ساتھ چھری کانٹا بھی رکھا ہوا تھا۔ اور خالی پلیٹیں بھی۔ غنیمت ہوا کہ ہم لوگوں کو چھری کانٹے کے استعمال کی نوبت نہیں آئی۔ کیونکہ سلطانی میزبان ہر چیز اپنے ہاتھ سے کاٹ کاٹ کر ہمارے سامنے رکھتا جارہا تھا کھانا بہت عمدہ تھا اور مختلف انواع و اقسام پر مشتمل تھا مٹھائیاں اور میوے بھی قسم قسم کے تھے۔ ہاں سالن میں مرچ کا نام نہ تھا۔ مجھے اس بات سے افسوس ہوا کہ عربی و اسلامی تمدن چھوڑ کر ترکی تمدن اختیار کیا گیا تھا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ سلطان آیندہ اپنے تمام کاموں میں اسلامی سادگی اختیار فرمایا کریں گے۔ کہ خیر و برکت اور کامیابی و کامرانی اسی میں مضمر ہے۔

کھانے سے فراغت پاکر ہم سب اُسی بالائی حصہ پر جہاں نماز مغرب ادا کی تھی پہنچ گئے۔ کیونکہ سلطان کی تقریر ہونے والی تھی۔ یہاں اب جانمازوں کی جگہ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن پر مہمانوں نے قبضہ جمانا شروع کردیا۔ ایک تخت پر سلطان کیلئے بلند کرسی رکھی ہوئی تھی تاکہ آسانی سے سب کو آواز پہنچ سکے۔

تقریر سلطانی کا نظارہ

دس پندرہ منٹ کے بعد سلطان تشریف لائے۔ اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئے، اس وقت اگر سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے تو سب کو اچھی طرح آواز پہنچ جاتی۔ مگر سلطان کے تشریف لاتے ہی لوگوں نے قریب پہنچنے کی کوشش کی کوئی کرسی آگے بڑھانے لگا۔ کوئی آگے بڑھکر کھڑا ہوگیا۔ کوئی کرسی ہی پر کھڑا ہوگیا غرض مجلس کا نظام ایسا مختل ہوا کہ سلطانی تقریر مسلسل سُننے میں نہ آئی کوئی بات سنائی دی تو کوئی رہ گئی۔ اس لئے میں اس مقام پر اپنی یاد سے تقریر سلطانی کا جو خلاصہ لکھونگا وہ مسلسل تقریر کا خلاصہ نہیں ہی بلکہ جس قدر سُنا ہی اُسی کا ماحصل ہی۔ یہ تقریر ام القری میں بزبان عربی شائع ہوچکی ہی اگر میرے بیان میں کوئی بات اس کے خلاف ہو تو ام القری ہی کے بیان پر اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ اس میں سلطانی ذمہ داری کے ساتھ ہر بات شائع کی جاتی ہے، جلالۃ الملک سلطان ابن سعود بہت اعلیٰ درجہ کے مقرر ہیں جوش کے ساتھ آپکی تقریر جذبات سے بھی لبریز ہوتی ہے بڑی روانی اور سلاست بیانی کے ساتھ آپ خطبہ دیتے ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی

کہ جلالۃ الملک عربی شجاعت کیساتھ عربی فصاحت کے بھی جامع اور صاحب السنان ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے صاحب اللسان بھی ہیں۔ خواہ کوئی کچھ ہی کہے۔ مگر میں تو سلطان کو اس وقت بنیظیر سلطان سمجھتا ہوں۔ جلالۃ الملک میں وہ سب باتیں موجود ہیں۔ جو ایک سلطان اسلام کی شایان شان ہیں۔ کاش اُن کے مشیر اور وزراء بھی اُن ہی جیسے دیندار اور مدبر و شجاع ہوں تو پھر سلطنت سعودیہ کی طاقت کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ اس تمہید کے بعد سلطانی تقریر کا خلاصہ ملاحظہ ہو!

تقریر سلطانی کا خلاصہ

سلطان نے حمد و صلوٰۃ کے بعد ارشاد فرمایا کہ دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پہلے مسلم ہوں پھر عربی ہوں مجھے اپنے عربی ہونے پر کچھ فخر نہیں بلکہ اس پر فخر ہے کہ میں مسلمان ہوں عربی اور عجمی سب یکساں ہی ہیں۔ اگر عربی کو عجمی پر فضیلت ہو سکتی ہے تو اُسی وقت جبکہ وہ مسلم اور متقی ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ میرے اندر عربی خون ہے عربی حمیت و غیرت ہی۔ مگر یہ سب باتیں اسلام اور صرف اسلام کی وجہ سے موجب عزت ہیں ورنہ اس میں کچھ بھی عزت نہ تھی۔ میں سب مسلمانوں کو اپنا بھائی اور دست و بازو سمجھتا ہوں کسی کو اپنے سے کم نہیں سمجھتا۔ یہ حکومت اور سلطنت جو میرے پاس ہی محض خدا کی دی ہوئی ہے کسی دوسرے کو اس میں اصلا دخل نہیں۔ میرے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ ہے۔ دوسرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اس لئے خدا کی مدد اور طاقت میرے ساتھ ہی اور اسی کی برکت سے مجھے یہ سلطنت ملی ہے اور جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میر النصب العین ہی۔ مجھے یقین ہے کہ خدا میری ساتھ ہے اور خدا کی طاقت اور مدد میری پشت پناہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ دو چیزیں میر النصب العین نہ رہیں تو پھر ایک ادنیٰ غلام بھی مجھے اپنا غلام بنا سکتا ہے۔ میں اہل بیت نبوت کا احترام کرتا ہوں اُن کی عزت و تعظیم کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں مگر اُسی وقت تک جبتک وہ اپنے جد امجد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت کا احترام کرتے ہیں اور

سے غالباً امام یحییٰ سلطان یمن کی طرف اشارہ تھا ۱۲ ظ

اگروہ باوجود اولاد رسول ہونے کے اپنے جد امجد کی سنت وشریعت کو ٹھکرا دیں تو پھر میں اُن کو دوسروں سے زیادہ مورد ملامت اور قابل تعزیر سمجھتا ہوں۔ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت نبوت سے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اپنا احترام چاہتی ہے۔ کیونکہ اُن کے گھر میں یہ دولت نازل ہوئی ہے۔ اگر وہی اس کی بےقدری کرنے لگیں تو اُن سے بڑھکر کون ظالم ہوگا۔ بعض لوگوں کو ہمارے مسلک پر کچھ اعتراضات ہیں۔ میں اُن سے کہدینا چاہتا ہوں کہ ہمارا مسلک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہے۔ میں کسی خاص مذہب کا پابند نہیں ہوں۔ اگر مجھے کسی مذہب کی کوئی بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے زیادہ موافق معلوم ہوتی ہے تو بے تکلف لے لیتا ہوں؛

میں مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب کا احترام کرتا ہوں اور باوجودیکہ ہم حنبلی ہیں۔ مگر ہم نے اپنے نصاب تعلیم میں عقیدۃ الطحاوی کو داخل کیا ہے۔ حالانکہ اُس کے مصنف بھی حنفی ہیں اور شارح بھی، مگر ہم نے اس کتاب کو قرآن وحدیث کیموافق پایا تو بے تکلف نصاب تعلیم میں داخل کر دیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اُمیدوار اور اُس پر عقیدہ جازم رکھتے ہیں، مجھے اُس شخص کے ایمان ہی میں کلام ہی جو شفاعت محمدیہ کا منکر ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص باوجود دعویٰ اسلام کے شفاعت کا انکار کیونکر کر سکتا ہی جن مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔ اُن میں جس قول کو ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے زیادہ قریب سمجھتے ہیں اُس کو اختیار کر لیتے ہیں چنانچہ تارک صلوٰۃ کے متعلق ہم نے امام احمد بن حنبل کا یہ قول اختیار کر لیا ہے کہ تارک صلوٰۃ گو کافر نہیں مگر واجب القتل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہی کہ ہماری قوم میں کوئی بھی تارک صلوٰۃ نہیں ہو سکتا۔ میں سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ کتاب اللہ کی خیر خواہی کرو۔ رسول کی خیر خواہی کرو۔ اور ائمہ اسلام کی خیر خواہی کرو۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کو گھر میں بند کر کے نہ رکھو بلکہ پڑھو اور اُس کے معانی وحقائق کو سمجھو اُن کے اوامر ونواہی پر کان لگاؤ۔ جن کاموں کا قرآن میں حکم ہے اُن کو بجالاؤ جن کاموں سے

منع کیا گیا ہے۔ اُن سے باز آ جاؤ۔ رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ اُس کی سنت کو زندہ کرو سنت کی اشاعت کرو، بدعات کو عالم سے مٹادو۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جھونکنے والی ہے۔ ائمہ اسلام دو قسم کے ہیں۔ ایک صحابہ و تابعین مجتہدین و علمار کرام ان کی خیر خواہی یہ ہے ...... کہ اُن کا احترام کرو اور شریعت اسلامیہ کے جو مسائل و احکام اُنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ...... سے استنباط کرکے بیان فرمائے ہیں اُن کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اپنی فہم کو اُن کی فہم سے اعلیٰ نہ سمجھو، اپنی رائے کو اُن کی حکمت کے برابر نہ قرار دو کیونکہ سلف صالحین اتباع نفس واتباع ہویٰ سے پاک تھے اور ہم ہوائے نفس کے غلام ہیں۔ ہماری فہم ہماری عقل میں اُن کی برابر نور کہاں ۔ وہ خیر القرون میں تھے ہم شر القرون میں ہیں، ائمہ اسلام کی دوسری قسم وہ سلاطین و حکام اسلام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دین اسلام کی محافظت کرتے اُس کا بول بالا کرتے اور حدود و احکام کا اجرار کرتے ہیں۔ اُن کی خیر خواہی یہ ہے کہ اُن کی اطاعت کرو۔ جبتک وہ اللہ و رسول کی اطاعت کرتے رہیں، ان کی بیعت کو پورا کرو اور جبتک وہ کھلم کھلا شریعت کی مخالفت پر امادہ نہو جائیں اُن سے بغاوت نکرو۔ اُن کے احکام کی تحقیر و توہین نہ کرو۔

تقریر سلطانی کے خاتمہ پر یحیٰی جلالۃ الملک السلطان عبد العزیز آل السعود (زندہ باد جلالۃ الملک سلطان ابن سعود) کے نعرے بلند ہوئے۔ اور ایک شامی یا مصری لیکچرار نے کھڑے ہو کر سلطان کے اُن کارناموں کا شکریہ ادا کیا جو خدمت اسلام و مسلمین میں اُنہوں نے انجام دیے ہیں اور بہت کچھ مدح سرائی کے بعد جنگ نجد و یمن کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہے کہ عالم اسلامی اس جنگ کی وجہ سے بہت متفکر ہے اور نظریں اس کے نتیجہ پر لگی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرمائے اور جلالۃ الملک کو اپنے مقاصد میں کامیاب بنائے۔"

اس فقرہ کو سُنکر سلطان نے دوبارہ تقریر شروع فرمائی جس کا حاصل یہ تھا۔ کہ میں نے بعض مصالح کی بنا پر اس وقت نجد و یمن کی اویزش کے متعلق کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ مگر میرے ایک بھائی نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔ تو اب اس کے متعلق بھی کچھ کہدینا چاہتا ہوں۔"

جنگ نجد و یمن کے متعلق سلطانی ارشاد

حقیقت یہ ہے کہ میں یحیی کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور میرے دل میں اُن کی محبت و حرمت موجود ہے اور میں اُن کے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے لئے چاہتا ہوں۔ مگر افسوس یحیی نے مجھے اپنا بھائی اور دوست نہ سمجھا۔ میں نے اُس قرطاس اخضر (سبز کتاب) کی اشاعت کا حکم دیدیا ہے جس میں وہ تمام مکاتبات و مکالمات درج ہیں جو ہمارے اور یحیی کے درمیان ہوئی ہیں اُس کے مطالعہ سے ہر شخص کو اندازہ ہو جائیگا کہ ظلم و تعدی کی ابتدا کس کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس نزاع کی ابتدا قضیۂ نجران سے ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ نجران میرا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہمارا ہے۔ میرے آبا و اجداد کی یہاں حکومت تھی اور اُن کے عمال وہاں ہمیشہ سے کام کرتے رہے ہیں، یحیی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نجران کی زیادہ رعایا یمنی ہے اس لئے وہ یمن کا جزو ہے، بھلا کسی ملک میں اگر دوسرے ملک کی رعایا اگر آباد ہو جاوے تو کیا یہ ملک اس اکثریت کے ملک کا جزو ہو جائیگا۔ فرض کرو اگر مکہ مدینہ میں یمن کے باشندے زیادہ مقیم ہو جائیں تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اس سے مکہ یا مدینہ یمن کا جزو بن جائے گا۔ میں نے یحیی کو بہت سمجھایا کہ جنگ کے ارادہ سے باز آجاؤ اور انصاف کے ساتھ اس نزاع کا فیصلہ کرو۔ میں مسلمانوں کا خون بہانا نہیں چاہتا نہ تمہارا ملک دبانا چاہتا ہوں۔ یحیی اس کے جواب میں کید اور خداع سے اپنی خلوص نیت اور محبت و مودت کا اظہار کرتے رہے۔ اور لکھا کہ میں اس سے بالکل بیخبر ہوں کہ نجران کی طرف یمنی افواج پیش قدمی کر رہے ہیں۔ میں اپنے ولی عہد کو اس سے روک دونگا اور صلح و مصالحت سے اس نزاع کا فیصلہ کرلوں گا۔ آپ مطمئن رہیں میری طرف سے اخوت و محبت کے سوا کچھ ظاہر نہو گا“۔

ہم سے تو یہ باتیں کی جاتی تھیں۔ مگر افواج یمن برابر بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ میں نے یحیی کو پھر لکھا کہ آپ کی فوج کس لئے میری حدود میں بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ آپ مصالحانہ گفتگو پر آمادہ ہیں۔ اس کا جواب بھی یہی دیا گیا کہ میں نے افواج کو پیش قدمی سے روک دیا ہے۔ آپ مطمئن رہیں میری طرف سے جنگی اقدام نہو گا۔

قول یہ تھا اور عمل یہ کہ فوجیں برابر بڑھ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ نجران پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور چند پہاڑی علاقوں پر بھی۔ لیکن میں نے اپنی فوجوں کو حملہ سے روک رکھا تھا اور کہدیا تھا کہ بدون میری اجازت کے ہرگز حملہ نہ کیا جائے۔ جب میں نے دیکھا کہ یحییٰ کا قول کچھ ہے اور عمل کچھ تو اُن کو بہر سختی سے لکھا کہ اب میں مدافعت پر مجبور رہوں ورنہ جلد اس نزاع کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ میں نے یہاں تک لکھدیا کہ میں مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لئے اس پر بھی راضی ہوں کہ نجران کو آزاد علاقہ قرار دیا جائے نہ اُس پر میرا قبضہ ہو نہ آپ کا۔ اس کے جواب میں بڑی مسرت کا اظہار کیا گیا اور لکھا گیا کہ آپ جلد مقام نہا میں اپنا ایک وفد بھیجدیں۔ میں بھی اپنا وفد بھیجدونگا۔ دونوں ملکر شرائط صلح طے کریں گے میں نے اس کے جواب میں فوراً اپنا وفد بھیجدیا۔ مگر جو کچھ اس وفد کا انجام ہوا دنیا کو معلوم ہے کہ اس وفد کو گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ اس مجلس میں بھی رئیس وفد موجود ہے جو بڑی قت اور حیلہ و تدبیر کے ساتھ یمن کی قید سے نکل کر آیا ہے۔ میرے وفد نے جب یحییٰ کو وہ معاہدات یاد دلائے جو اُن کے اور ہمارے درمیان پہلے سے قائم تھے تو صاف جواب دیا گیا کہ یہ معاہدات کاغذ کے اوراق میں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کچھ وقعت نہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ یحییٰ کو نہ معاہدات کا پاس ہے نہ اپنے قول و قرار کا، اور اُس نے میرے وفد کو بھی گرفتار کر لیا جس کا گرفتار کرنا۔ شریعت اور عقل اور تہذیب کے سراسر خلاف تھا۔ اور میں نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ وہ کسی طرح مصالحت پر آمادہ نہیں۔ اور مصالحت کی تمام کوششیں بیکار ہو چکی ہیں تو مجبور ہو کر میں نے اپنے ولی عہد کو پیش قدمی کا حکم دیا کہ جو علاقے ہمارے قبضہ سے نکل چکے ہیں اُن کو واپس لینے کی کوشش کی جائے۔ میں نے دس مہینے تک یحییٰ کو ڈھیل دی اور جنگ کو ٹالتا رہا۔ حالانکہ میرا اس میں مالی اور سیاسی بڑا نقصان ہوا۔ مگر میں نے صرف اس لیے ایسا کیا کہ یحییٰ ایک سلطنت سے اپنے بعض مقامات کے متعلق گفت و شنید کر رہے اور اپنے مقبوضات کے استرداد و استخلاص کی کوشش کر رہے تھے۔ اگر میں اس وقت اُن کے ساتھ جنگ شروع کر دیتا تو وہ ایک کافر سلطنت سے اپنے مقبوضات کی واپسی میں ناکام ہو جاتے۔ جس کو میں نے گوارا نہ کیا۔ مگر یحییٰ ادھر تو

ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور محبت و مودت کا اظہار کر کے ٹالتے رہے اُدھر اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے رہے۔ جب یہ گفت و شنید تمام ہوچکی اور وہ اپنے مقاصد میں کسی حد تک کامیاب ہوگئے تو اب ہم سے بیرخی اختیار کی اور تمام معاہدات کو پس پشت ڈال کر فوجوں کو پیش قدمی کا حکم دیدیا۔ اس حالت میں میری عربی حمیت اور شریفانہ غیرت ہرگز ذلت و عار کو گوارا نہ کرسکتی تھی اس لئے میں نے اللہ کی مدد پر بھروسہ کر کے اپنی تلوار اور اپنی قوم کی بے پناہ طاقت کو میدان میں لانے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اور اب تلوار ہی اس نزاع کا فیصلہ کریگی اور چونکہ میں ظلم و تعدی کا بانی نہیں ہوں۔ میری حیثیت صرف مدافعانہ ہے۔ اس لیئے مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ میں ناکام نہونگا کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ لیکن پھر بھی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرا ہاتھ صلح کے لئے ہر وقت بڑھا رہیگا بشرطیکہ دوسری طرف سے بھی خلوص نیت کیساتھ جذبۂ مصالحت کا اظہار کیا جائے اور اگر کسی کو اپنی طاقت پر ناز ہے تو میں اس کے جواب میں اس کے سوا کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ نجد کا بچہ بچہ جنگ کیلئے بیتاب اور جوش جہاد میں بھرا ہوا ہے جبتک ایک متنفس بھی باقی رہیگا میدان سے ہٹنے کا نام نہ لیگا اور تکبر و غرور کرنے والا کبھی فلاح نہیں پاسکتا۔

میرے پاس اس قسم کی بہت درخواستیں آرہی ہیں کہ جنگ کو ٹالا جائے اور جہانتک ہوسکے مصالحت و افہام و تفہیم سے کام نکالا جائے۔ مگر یہ سب باتیں نجھی سے کہی جاتی ہیں حجاز سے کوئی کچھ نہیں کہتا"۔

مجھے اس کا افسوس ہے کہ اس معاملہ میں سلاطین اسلام اور مسلمانوں کی بااثر جماعتوں میں سے کسی ایک نے بھی درمیان میں پڑ کر حق و باطل کی تحقیق کرنے کی زحمت گوارا کی اور نہ اس نزاع کو حق کے موافق فیصل کرنے کی سعی کی نری تمناؤں کا اظہار کیا گیا ہے مگر نری تمنا سے کیا ہوسکتا ہے۔ جبکہ حق و باطل کی تحقیق کر کے یہ نہ معلوم کیا جائے کہ تعدی کس کی طرف سے ہے اور جس کی طرف سے تعدی ہو اس پر زور نہ ڈالا جائے۔ اب معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنی فوجوں کو حرکت کرنے کا حکم دیدیا ہے۔ بس اب تلوار ہی سے اس نزاع کا فیصلہ ہوگا۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ

اس صورت کو میں نے راضی ہو کر اختیار نہیں کیا بلکہ میں اس پر مجبور ہو گیا ہوں اور اگر اب بھی صلح کی کوئی صورت ہو جائے تو میں ہر وقت اسکے لئے تیار ہوں۔"

جلالۃ الملک کی یہ تقریر بہت پر جوش اور پر درد تھی اور اس کے بعض فقرات ایسے بھی تھے جن کا عام مجمع کے سامنے بیان کرنا مصالح سیاسیہ کے خلاف تھا اس لئے سلطان نے اولاً اس مبحث کو تقریر میں لانے سے قصداً اجتناب فرمایا تھا مگر ایک بیچارے نے اس قضیہ کی طرف اشارہ کر کے عالم اسلامی کا تفکر و اضطراب ظاہر کیا تو مجبوراً سلطان کو اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا پڑی۔ اس لئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جلالۃ الملک فی نفسہٖ بے نظیر سلطان ہیں۔ کاش اُن کے مشیر بھی اُن کے شایان شان ہوتے۔

مجلس شاہی میں چیئرز

افسوس ہے کہ تقریر سلطانی کے درمیان میں بعض فقرات پر بڑے زور سے چیئرز بھی ہوتا تھا، شاید جلالۃ الملک نے اس مسئلہ پر شرعی حیثیت سے ہنوز توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ یہ طرز کفار سے لیا گیا ہے اور شریعت اسلامیہ کا حکم اس کے متعلق وہ ہے جو صحیحین کی حدیث میں صاف موجود ہے انما التسبیح للرجال والتصفیق للنساء کہ ضرورت کے موقع پر مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور تالیاں بجانا عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔" سلطان کی دوسری تقریر کے بعد پھر ایک شامی یا مصری لیڈر کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے سلطان کی مدح میں قصیدہ خوانی شروع کر دی۔ عشاء کی اذان ہو چکی تھی۔ اس لئے میں تو اپنے چند رفقاء کے ساتھ اُٹھکر چلا آیا اور سلطانی موٹر میں بیٹھ کر مسجد حرام میں پہنچا۔ جماعت سے نماز ادا کر کے اپنے قیامگاہ پر آ گیا۔ بقیہ مہمان عشاء کی نماز سلطان کے ساتھ قصر شاہی میں پڑھ کر واپس ہوئے صبح کو باہم تبادلہ خیال ہوا تو اس پر سب متفق تھے کہ سلطان کی تقریر بڑی زبردست تھی۔ ایسا بولنے والا کم دیکھا گیا ہے۔ مگر مشیران دولت کے اکثر لوگ شاکی تھے۔

مکہ میں جمعہ کی نماز

آج ۷۔ ذی الحجہ جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ کی نماز کیلئے ہر طرف تیاری ہو رہی ہے۔ کیونکہ مکہ معظمہ حجاج سے بھرا ہوا ہے اور یہاں

مسجد الحرام کے سوا کسی مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا۔ اندیشہ تھا کہ اگر دیر سے پہنچیں گے تو امام کے قریب سایہ میں جگہ نہ ملیگی۔ مگر جلدی کرنے سے بھی یہ مدعا حاصل نہ ہوا کیونکہ امام کے قریب سایہ دار جگہ بہت کم تھی۔ جو ہم سے پہلے ہی بھر چکی تھی۔ اس لئے چھتری کھول کر مطاف میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تو دھوپ سے تکلیف ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجدیا ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور بہت آرام کے ساتھ خطبہ سُنا گیا نماز کے بعد خوب زور سے بارش ہوئی۔ مسجد حرام کا خطیب خطبہ بہت زور سے دیتا ہے آواز بھی بہت بلند اور دلکش ہے اور الفاظ بھی بہت زوردار تھے جنکے اثر سے بہت لوگ رو رہے تھے

خطبہ میں سلطان کا نام نہ تھا

مجھے دوسرے خطبہ میں سلطان کے نام کا انتظار تھا۔ مگر یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ سلطان کا نام نہیں لیا گیا۔ اس سے پہلے مدینہ میں بھی ایک جمعہ پڑھا تھا۔ وہاں بھی خطبہ میں سلطان کا نام نہیں سُنا تھا۔ حالانکہ یمن میں امام یحییٰ کا نام خطبہ جمعہ کے اندر بڑی شان سے لیا جاتا ہے۔ اُن کو امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے اور تماشا یہ کہ خلفائے راشدین میں سے حضرت علی کے سوا کسی کا بھی نام نہیں لیا جاتا۔ حضرت علی کے بعد حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے پھر امام زید بن علی کا اور اُن کے بعد معًا امام یحییٰ کا۔ یہ اس بات کا اثر ہے کہ امام یحییٰ زیدی شیعہ ہیں جن کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ تبرائی نہیں ہوتے۔ حضرات شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو برا نہیں کہتے مگر خطبہ جمعہ کی یہ صورت سُنکر معلوم ہوا کہ خلفائے ثلثہ سے محبت نہ رکھنے میں وہ بھی تبرائی شیعہ سے موافق ہیں جیسا متعہ وغیرہ کو حلال سمجھنے میں اُنکی ساتھ ہیں

میں نے مکہ مدینہ میں بعض احباب سے دریافت کیا کہ سلطان کا نام خطبہ میں کیوں نہیں لیا جاتا تو مجھ سے کہا گیا کہ خطبا نے تو نام لینا چاہا تھا۔ مگر سلطان نے یہ کہکر منع فرما دیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ میرا نام منبر رسول پر یا بیت اللہ کے سامنے خطبہ میں لیا جائے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس سے سلطان کی شان تواضع کا پورا ظہور ہوتا ہے۔

مسجد الحرام کے امام

آجکل مکہ معظمہ میں چار جماعتیں نہیں ہوتیں صرف ایک ہی جماعت ہوتی ہے۔ امام اکثر حنبلی ہوتا ہے کبھی حنفی شافعی یا مالکی بھی ہو جاتا ہے۔ حنبلی امام غالباً مصری ہیں۔ نماز میں قرآن بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ جس کی اکثر لوگ تعریف کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔

منیٰ کو روانگی

سنیچر کو ۸۔ ذی الحجہ تھی۔ صبح ہی سے منیٰ کی طرف روانگی کی تیاری ہونے لگی۔ مکہ کی گلیاں اور بازار اونٹوں کی قطاروں سے بھرے ہوئے تھے ہمنے بھی منیٰ عرفات کیلئے اونٹ کرایہ لئے تھے، مگر بستی کے اندر عورتوں کو اونٹوں پر سوار کرنے میں اندیشہ تھا کہ ہجوم کی وجہ سے شغدف ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے تو زحمت کا سامنا ہوگا۔ اس لئے میں مستورات کو ساتھ لیکر پیادہ پا چلا اور مکہ سے باہر ایک قہوہ خانہ میں ٹھہر گیا۔ تھوڑی ہی دیر مولانا محمد شفیع صاحب مجذوب بانہ شان میں سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر پڑے میں نے استقبال کیا دونوں طرف سے لبیک اللھم لبیک کی صدا بلند ہوئی معانقہ اور مصافحہ کے ساتھ مولٰنا نے حج مقبول کی بشارت سنائی اور پیادہ پا منیٰ کو تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد وہاں اونٹ پہنچے تو ہم سوار ہوئے۔ ہمارے رفقاء میں سے چار مرد منیٰ و عرفات تک اونٹوں کی ساتھ پیدل ہی چلتے رہے۔ تاکہ راستہ میں شغدفوں کو لڑنے سے بچا لیا جائے۔ اس مقام پر یہ بتلا دینا ضروری

حکومت سعودیہ کو مشورہ

ہے کہ آجکل منیٰ و عرفات کی طرف موٹر لاریاں بھی بکثرت جاتی ہیں جن کی آواز سے بعض دفعہ نیا اونٹ بھڑک جاتا او شغدفوں کے باہم لڑنے کا خطرہ رہتا ہے اور شغدف جہاں ایک دوسرے سے لڑا پھر زمین ہی پر آ گر رہتا ہے۔ جس سے سوار کو تکلیف ہوتی اور اکثر چوٹ بھی لگ جاتی ہے۔ حکومت سعودیہ کو اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے، یا تو موٹروں اور اونٹوں کا راستہ بدل دینا چاہیئے، یا موٹروں کو اونٹوں سے پہلے روانہ کرنا چاہیئے۔ دونوں کا ساتھ ساتھ چلنا بہت خطرناک ہے۔ ظہر سے پہلے ہم منیٰ پہنچ گئے۔ اور ایک مکان میں جو پہلے سے کرایہ پر لیلیا گیا تھا اتر پڑے۔

آجکل مکہ اور منیٰ کے درمیان جابجا قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں ٹھنڈا پانی اور چائے وغیرہ ہر وقت تیار مل جاتی ہے۔ اور حج کے موسم میں منیٰ تو خاصا شہر بنجاتا ہے

حکومت سعودیہ کا کارنامہ

بازار میں ہر قسم کی چیزیں مل جاتی ہیں۔ یہانتک کہ برف اور لیمن کی بوتلیں بھی دوکانوں پر رکھی ہوتی ہیں۔ پہلے منیٰ میں پانی کا قحط ہو جاتا تھا۔ ایک کنستر پانی ۸۔ یا ۱۰ میں ملتا تھا اب پانی کی بہت افراط ہے۔ ایک آنہ میں کنستر ملتا تھا۔ اور غریبوں کے لئے تو سلطان کی طرف سے پانی کی سبیل لگی ہوئی ہے۔ جہاں سے وہ مفت پانی بھر لاتے ہیں۔ امیروں کو بھی ممانعت نہیں ہے

عرفات کی طرف کوچ

منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھکر اتوار کی صبح کو آفتاب نکلنے کے بعد میدان عرفات کی طرف کوچ ہوا۔ ظہر سے پہلے عرفات پہنچ گئے۔ راستہ میں جابجا دوکانیں اور قہوہ خانے موجود تھے پینے کیلئے پانی کی ایک صراحی دو پیسے میں ملتی تھی، عرفات پہنچ کر غسل مسنون کا ارادہ ہوا۔ مگر فکر تھا کہ اتنا پانی کہاں سے آئیگا۔ دوستوں نے کہا اس حکومت میں پانی کا کیا فکر؟ چنانچہ اُسی وقت پانی والے ایک آنہ مشک دیتے ہوئے نظر آئے ہمنے کئی مشکیزے خرید لئے اور تمام رفقاء نے غسل کر لیا

عرفات میں ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھنا

پھر مسجد نمرہ میں پہنچے جہاں ظہر وعصر کو جمع کر کے ظہر ہی کے وقت پڑھا جاتا ہے اُس دن دونمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا سب آئمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ مگر اس کیلئے کچھ شرائط بھی ہیں۔ جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ ہاں اس جگہ ایک بات پر متنبہ کر دینا ضروری ہے وہ یہ کہ ہمارے نزدیک اگر امام موسمِ حج مقیم ہو تو عرفات میں اُس کو ظہر وعصر کی چار رکعتیں پڑھانا چاہئیں بلکہ مسافر ہو تو دو رکعت پڑھے اور مقتدی مقیم سلام کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کرے۔ مگر نجدیوں کے نزدیک عرفات میں امام کو بہر حال ظہر اور عصر کی دو رکعتیں پڑھانا چاہئیں خواہ مسافر ہو یا مقیم ہو (میں نہیں کہہ سکتا کہ امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہو۔ یا اہل ظاہر کے قول پر نجدیوں نے عمل کیا ہے) اب اگر امام مسافر نہ ہوا اور اُس نے باوجود مقیم ہونے کے ظہر وعصر کی دو دو رکعتیں پڑھائی تو حنفیہ کے نزدیک کسی کا فرض ادا

نہیں ہوا نہ امام کا نہ مقتدیوں کا۔ اسی وجہ سے میرے بعض احباب علماء کی یہ رائے تھی کہ مسجد نمرہ میں امام کی ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔ بلکہ اپنے خیمہ میں جماعت کرلیجائے مگر میں نے اس صورت کو پسند نہیں کیا بلکہ مسجد میں امام کے ساتھ بھی نماز ادا کی اور خیمہ میں واپس آکر دوبارہ اعادہ بھی کیا۔ احباب نے بھی میری اس رائے کو پسند کیا۔ مگر ظاہر ہے کہ تمام لوگوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ عموماً سب نے امام کی ساتھ جو نماز پڑھی تھی اُسی پر اکتفا کیا۔

حکومت سعودیہ کو مشورہ

حکومت سعودیہ کو اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں تمام مذاہب کی رعایت نہ کرنے سے بہت لوگوں کی نماز اُن کے مذہب کے اعتبار سے باطل ہوتی ہے اور یہ سخت افسوسناک صورت ہے کہ عین حج کے موقعہ پر لوگوں کی نماز میں اختلال واقع ہو۔

گرمی اور دھوپ کیوقت سلطان کا مسجد میں آنا

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ باوجود سخت دھوپ اور گرمی کے جلالۃ الملک سلطان ابن سعود مسجد نمرہ میں تشریف لائے اور جماعت سے نماز ادا کی۔ سلطان کو حالت احرام میں ننگے سر ایک لنگی ایک چادر میں دیکھکر قلوب پر جو اثر ہوا اُس کا اندازہ دیکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ ذات ہمایونی کو اس دینداری اور پابندی مذہب کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے اور آپ کی ظاہری و باطنی دینی اور دنیوی کامیابیوں میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے ؎ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمیں باد۔

جلالۃ الملک سے گذارش

اس موقع پر سلطان سے مجھے یہ عرض کرنا ہی کہ امام حرم کو تاکید فرماویں۔ کہ اگر کبھی وقوف عرفات کی نماز میں ایسا سہو ہو جاوے جس سے نماز باطل نہو صرف سجدہ سہو لازم آتا ہو تو سجدۂ سہو ایسی صورت میں نہ کیا جاوے۔ حنفیہ نے اس کی تصریح کی ہے اور جملہ آئمہ نے ایسا

اُن کی موافقت کی ہے۔ کیونکہ مجمع کثیر کے ساتھ سجدہ سہو کرنے سے دور والے ایسی گڑبڑ کر دیتے ہیں کہ نماز بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال مسجد نمرہ میں ظہر کی نماز پڑھاتے ہوئے امام کو سہو ہوا اور اُس نے قعدۂ تشہد کے بعد سجدۂ سہو کیا تو بہت لوگ یہ سمجھے کہ عصر کی نماز شروع ہو گئی اُنھوں نے ظہر کی نماز ختم کر کے عصر کی نیت باندھ لی جب امام نے سجدۂ سہو کے بعد سلام پھیرا تو اب نمازیوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں"۔ سجدۂ سہو جبر نقصان کے لئے ہے۔ مگر جب جبر نقصان فساد صلوٰۃ کا سبب ہو جائے تو جبر کی حاجت نہیں۔

نماز ظہر کے بعد معاً عصر کی نماز ادا کی گئی پھر ہم سب اپنے خیموں کی طرف چلے۔ مگر میدان عرفات میں خیمہ کا ملنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ بڑی دیر تک ہم کو ادھر اُدھر پریشان پھرنا پڑا۔ خدا خدا کر کے معلم مل گیا تو اُس نے خیمہ تک ہم کو پہنچایا۔ اور یہ دقت میدان عرفات میں ہر سال پیش آتی ہے اور ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے"۔

حکومت سعودیہ کو مشورہ

کاش حکومت سعودیہ جس نے حجاج کی بہت سی آسانیوں کا انتظام کیا ہے۔ اس تکلیف کا ازالہ بھی کر دے اور کوئی ایسی صورت نکالے جس سے ہر معلم کا حاجی اپنے خیمہ تک آسانی سے پہنچ جایا کرے اس دشواری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اکثر حجاج جبل رحمت پر سلطان کے ساتھ وقوف نہیں کر سکتے نہ اُن کا خطبہ سُن سکتے ہیں۔ کیونکہ خطبہ سُن کر وقوف سے فارغ ہو کر اپنے خیمہ تک پہنچ جانا محال نہیں تو قریب بہ محال ضرور ہے اس لئے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر لوگ اپنے اپنے خیمہ ہی میں وقوف کرتے اور اسی جگہ دعا وغیرہ میں لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایسا ہی کرنا پڑا۔

وقوف عرفہ

جس وقت میں اپنے شغدف میں پہنچا۔ تو میری بھتیجی اپنے شغدف میں بیٹھی ہوئی تلاوت قرآن کر رہی تھی میں بھی تلاوت اور دعا میں مشغول ہو گیا۔ مجھے فکر یہ ہوا کہ بھتیجی کی شیر خوار بچی سفیدہ خاتون سلمہا نے اگر رونا شروع کر دیا تو آج عرفات کے میدان میں دعا بھی اچھی طرح نہ ہو سکے گی مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ایسا شامل حال ہوا کہ بچی نے رونے کا نام نہیں لیا وہ الگ بیٹھی ہوئی اپنے کھیلوں سے کھیلتی رہی

یا ہماری تلاوت اور دعا و مناجات کو سُن کر ہنستی رہی۔ دو گھنٹہ کے بعد ہمنے عصر کی نماز جماعت
سے دوبارہ ادا کی اور پھر درود شریف اور دعا میں لگ گئے۔ جب غروب آفتاب قریب ہوا
تو میں نے اپنے سب رُفقاء کو جمع کر کے دعا کی۔ اس وقت قلوب کی عجیب حالت تھی یہ تصور
کر کے کہ اسی میدان عرفات میں ہم سے عہد الست لیا گیا تھا وہ بھی کیسا وقت تھا کہ اللہ
تعالیٰ شانہ ہم سے ہمکلام ہوئے تھے اور ہم نے الست بربکم کے جواب میں بلٰی شہدنا
کہا تھا۔ آج ہزاروں برس کے بعد ہم پھر اسی مقام پر دوسری حالت میں اقرار وحدانیت
واعتراف عبودیت اور تجدید عہد اور اظہار بندگی کے لیے حاضر ہوئے ہیں روح پر ایک
عالم وجد طاری تھا۔ کوئی سکتہ میں تھا۔ کوئی بیقرار ہو کر رو رہا تھا۔ کوئی نعرہ مستانہ لگا رہا
تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور یہ بابرکت اور دلفریب و دلکش محفل ختم ہوئی۔
حجاج نے ایک دوسرے کو حج مبارک ہونے کی خوشخبری دی اور حسرت بھری نگاہوں سے
میدان عرفات کو دیکھتے ہوئے جبل رحمت کو جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وقوف
فرمایا تھا اور جس مقدس مقام پر اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً کا مژدہ امت محمدیہ کو اپنے مقدس رسول کی
زبانی سُنایا تھا تکتے ہوئے مڑ مڑ کر بار بار تکتے ہوئے روانہ ہوئے

وقوف مزدلفہ

اور عشا کے وقت مزدلفہ پہنچے یہاں مغرب و عشا کو ایک اذان
اور دو اقامت کے ساتھ جماعت کیساتھ جمع کیا پھر کھانے کا
انتظام کر کے سو رہے اور پچھلی شب صبح سے پہلے بیدار ہو گئے تہجد پڑھی پھر صبح کی نماز اول
وقت ادا کر کے کھڑے ہو کر خشوع وخضوع کے ساتھ دعا میں مشغول ہو گئے۔ آفتاب نکلنے
سے کچھ پہلے دعا ختم کر کے یہاں سے ہی کوچ کیا دو گھنٹہ یا کچھ زیادہ میں منیٰ پہنچے۔ میں نے
دیکھا کہ یہاں اونٹوں کا بہت ازدحام ہے اور شغدفوں کو لڑنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے
دروازہ منیٰ پر ہی مستورات کو اونٹ سے اُتار لیا۔ اور پیادہ پا راستہ کے کنارے اُس
مکان پر پہنچ گئے جو ہمارے کرایہ میں تھا۔ اونٹ سامان کو لیکر کچھ دیر کے بعد پہنچے اُسوقت
معلوم ہوا کہ ہماری مستورات کو اونٹ سے اُترتا ہوا دیکھ کر قافلہ کی دوسری مستورات نے

بھی اُترنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اُن کے مردوں نے منع کیا نتیجہ یہ ہوا کہ شغدف آپس میں لڑے اور ایک شغدف زمین پر گرا اُس میں ایک مسماۃ تھی اُس کے سر میں ایسی چوٹ آئی کہ دس گھنٹہ تک بیہوش رہی اُس کا خاوند میرے پاس آیا میں نے مشورہ دیا کہ اسی وقت سلطانی اسپتال میں لیجاؤ جو منی کے اندر ہی موجود ہے۔ چنانچہ لیگئے اور ڈاکٹری دوا سے اُس کو افاقہ ہو گیا۔

منی کا قیام

منی میں اول جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کی پھر سر منڈایا غسل کیا۔ احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے اور اب مکہ جانے کی تیاری کی تاکہ طواف زیارت آج ہی کر لیا جائے۔

طواف زیارت

گو اس کا وقت ۱۲۔ ذی الحجہ تک ہی۔ مگر افضل دس ذی الحجہ ہی کو ہے۔ میں کپڑے بدل کر تیار ہوا۔ تو مولوی عتیق الرحمن صاحب دیوبندی بولے۔ کیا مکہ کی تیاری ہی میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگے سواری تو کوئی نہیں ملتی۔ میں نے کئی آدمی بھیجے۔ یہی جواب آیا کہ سواری کوئی نہیں۔ میں نے کہا مولانا ہمارے پیر تو سلامت ہیں۔ مکہ یہاں سے دور ہی کتنا ہے صرف تین میل کا فاصلہ ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ پھر میں بھی آپ کی ساتھ چلوں گا۔ اُن کو دیکھ کر چار پانچ آدمی اور ساتھ ہو گئے۔ خدا کی قدرت ہم منی کے بازار ہی میں پہنچے تھے کہ ایک لاری تیار مل گئی ایک روپیہ فی کس کرایہ تھا۔ فوراً بیٹھ گئے اور ۵ امنٹ میں مکہ معظمہ کے اندر داخل ہوئے جاتے ہی طواف زیارت کیا اور طواف کی رکعتیں پڑھ کر عصر کی نماز جماعت سے ادا کی پھر منی کو واپس ہوئے اس وقت کوئی لاری نہیں ملی اونٹ کرایہ کیا گیا جس کا کرایہ ۴ر تھا مغرب منی کی حد میں پڑھی اور مکان پر پہنچکر عشا پڑھی مستورات کا طواف زیارت ۱۲ ذی الحجہ پر موقوف رکھا گیا۔ منی کا قیام بہت پر لطف تھا اور سرکاری انتظام بھی اعلےٰ درجہ کا تھا بازاروں میں اور گلی کوچوں میں سپاہی برابر کھڑے ہوئے تھے تاکہ کسی کو تکلیف نہو۔ ۱۱۔ ذی الحجہ کو میں نے زائد قربانیاں کیں۔ ۸ بکرے تو مذبح ہی میں فقراء کو دیدیے ایک دُنبہ صاف کرا کر مزدور کے سر پر رکھوا کر مکان پر لا رہا تھا کہ بازار کے ہجوم پر پہنچکر

مزدور ہماری نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔ پھر اُس کا پتہ ہی نہ چلا۔ میں نے سپاہی سے شکایت کی۔ اُس نے پوچھا مزدور کا نام اور اُس کی زنبیل کا نمبر یاد ہے؟ میں نے کہا یہ تو ہم نے دریافت نہیں کیا تھا۔ کہا منیٰ میں ہر مزدور کی زنبیل پر نمبر لگا ہوا ہے اگر نمبر نوٹ کر لیتے تو ابھی پتہ لگ جاتا۔ پھر بھی سپاہی نے ایک دو مزدوروں کو ٹوکا مگر جب ہمنے خود کہا کہ یہ وہ مزدور نہیں ہے تو چھوڑ دیا۔ تمام سفر حجاز میں ہمارا صرف یہی ایک نقصان ہوا اور وہ بھی اپنی غفلت کی وجہ سے کہ قلی کا نمبر نوٹ نہیں کیا تھا۔

مزدلفہ اور منیٰ میں حکومت کا انتظام

یہ بھی سُنا گیا کہ مزدلفہ میں بعض حاجیوں کے ہینڈ بیگ چوری ہوگئے۔ جن میں بہت رقم تھی۔ مگر منیٰ پہنچنے تک سپاہیوں نے چوروں کو گرفتار کرلیا۔ جس پر قاعدہ شرعی کے موافق ثبوت ہوگیا۔ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ جو منیٰ کے بازار میں جمرۂ وسطیٰ کے متصل منظر عام پر لٹکا دیا گیا تھا۔ اور جن پر کافی ثبوت نہیں ہوا اُن کے فوٹو لیلئے گئے اور سپاہیوں کو دیدیے گئے۔ کہ یہ لوگ آیندہ سرزمین حجاز میں داخل نہو سکیں۔ اس سے زیادہ بہتر اور کیا انتظام ہوگا؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ جن حضرات کا مال چوری ہوا تھا۔ اُن کا مال زیادہ تر وصول ہوگیا۔"

ام القریٰ میں ہفتہ وار لقطات (گری پڑی چیزوں) کی فہرست شائع کی جاتی ہی کہ محکمۂ لقطات میں اتنی چیزیں محفوظ ہیں جس کی جو چیز ہو علامت بتلا کر لیجائے۔

یہ بات عجیب تھی کہ منیٰ میں جہاں کسی وقت پانی کا قحط رہتا تھا آجکل موٹر لاری کے ذریعہ صبح و شام چھڑکاؤ ہوتا تھا کہ گرد جم جائے اور حجاج کو غبار سے تکلیف نہو۔ مسجد خیف کے قریب سرکاری شفاخانہ بھی تھا جہاں بیماروں کا مفت علاج ہوتا تھا۔ حج کے ہفتہ میں مکہ اور منیٰ میں بہت زیادہ اجتماع ہوتا ہے۔ مگر ام القریٰ کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس ہفتہ میں کل بیمار ۱۸۴ تھے جن میں زیادہ تر معمولی بخار وغیرہ کے مریض تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جن کے چوٹ لگ گئی تھی۔ ۱۸۴ میں سے اس ہفتہ میں کل ۱۸۔ اموات ہوئیں۔
قیام منیٰ میں ہم نے اپنے خیمہ ہی میں نمازیں جماعت سے ادا کیں۔ کیونکہ مسجد خیف ہماری

قیامگاہ سے دور تھی۔

مسجد خنیف کی زیارت

ایک روز عصر کے بعد مسجد کی زیارت کو گئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے اور بہتر انبیاء علیہم السلام وہاں مدفون ہیں۔ مسجد کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ جا بجا چولھے چڑھے ہوئے اور ہانڈیاں پک رہی تھیں!

حکومت سعودیہ کو مشورہ

حکومت سعودیہ نے سب کچھ کیا مگر مسجد کا انتظام کچھ نہ کیا آئندہ اس کا انتظام کافی کرنا چاہیے کہ مسجد میں کوئی کھانا نہ پکا سکے اور مسجد کے قریب کوئی بول و براز بھی نہ کر سکے۔

مسجد عقبہ کی زیارت

۱۲۔ ذی الحجہ کی صبح کو مسجد عقبہ کی زیارت کی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے حمایت و اشاعت اسلام پر جان و مال فدا کرنے کی بیعت لی تھی اور پہلی مرتبہ چھ انصاریوں نے اور دوسرے سال ستر نے اس کام کیلئے تمام عالم سے مقابلہ کرنیکا بیڑا اٹھایا تھا۔ ساڑھے تیرہ سو برس گذر جانیکے بعد بھی اس مسجد پر ایسے انوار برستے ہیں کہ وہاں جا کر پھر نکلنے کو جی نہیں چاہتا طمانیت اور سکینہ و انشراح قلب کے الفاظ سُنے ہوئے تو پہلے بھی تھے۔ مگر ان کی حقیقت مسجد عقبہ میں جا کر معلوم ہوئی۔ اللہ اللہ پہاڑیوں کے دامن میں آبادی سے الگ ایک گوشہ میں چھپی ہوئی کیسی بابرکت مقدس جگہ ہے۔ جس کی یاد ہمیشہ دل کو تڑپاتی رہتی ہے۔"

منحر اسمٰعیل کی زیارت

پھر منحر اسمٰعیل کی زیارت کو گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے محبوب بیٹے کے گلے پر خدا کے حکم کی تعمیل میں چھری رکھدی تھی۔ اس مقام کی پہلے اور صورت تھی مگر اب حکومت سعودیہ نے توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا ہے۔ کیونکہ عوام وہاں جا کر بدعات کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور اب بھی بہت لوگ تین چار پتھر اوپر تلے وہاں رکھ آتے ہیں کہ یہ قیامت میں ہماری گواہی دیں گے۔ اسی سال کسی مقام پر زیارت کیلئے جانے کی بندش نہ تھی ہاں سپاہی ہر جگہ تعینات تھے تاکہ لوگ شرک و بدعت کا ارتکاب نہ کریں۔

مکہ کو واپسی

۱۲- ذی الحجہ کو بعد ظہر کے رمی جمار سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ کا ارادہ کیا ہیں نے دیکھا کہ اس وقت بھی اونٹوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نشغہ خوں کے لڑنے کا خطرہ ہے اس لئے اونٹوں کو خالی چھوڑ کر اور چند رفقاء کو حفاظت سامان کے لئے انکی ہمراہ کر کے مستورات کو گھوڑا گاڑی میں سوار کیا جس کا کرایہ منی سے مکہ تک عرفی کس تھا۔ ایک گھنٹہ سے کچھ زیادہ میں مکہ پہنچے اور فوراً ہی مستورات کو طواف زیارت کرایا۔ پھر عصر کی نماز جماعت سے ادا کی۔

جنۃ المعلیٰ

اگلے دن ۱۳- ذی الحجہ کو جنۃ المعلیٰ کی زیارت کی یہاں قبے تو سب گرے ہوئے تھے ہی مگر کسی قبر کا نشان بھی نہ تھا۔ قبوں کے گرانے سے اینٹوں اور پتھروں کا جو ڈھیر لگ گیا تھا وہ بدستور اپنی حالت پر تھا۔ اس منظر سے بہت لوگوں کے دلوں پر چوٹ لگتی تھی اور عام طور پر لوگوں کو شبہ ہوتا تھا کہ حکومت سعودیہ کے دل میں حضرات صحابہ و تابعین کا احترام نہیں ہے۔ ورنہ قبروں کے اوپر سے پتھر کی چٹانوں کو ہٹا کر کچا نشان ہی بنا دیا جاتا جیسا مدینہ میں جنۃ البقیع کی قبروں کا نشان قائم کر دیا گیا ہے۔

حکومت سعودیہ کو مشورہ

میں یہ تو نہ کہونگا کہ حکومت سعودیہ کے دل میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور اجلہ صحابہ و تابعین کا احترام نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ جنت المعلیٰ کی صفائی سے غفلت برتی گئی ہے ضرورت ہے کہ بہت جلد یہاں بھی جنۃ البقیع کی طرح پتھر کی چٹانوں کو الگ کر کے اجلہ صحابہ و تابعین کی قبروں کو سرخ کنکریاں بچھا کر محفوظ کر دیا جائے۔ میرے جد روحانی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کا مزار بھی اسی متبرک قبرستان میں ہے مگر بے نشان ہے بعض احباب نے خاص علامت سے اُس کو محفوظ کر رکھا ہے۔ جو اُنہیں کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ایک واقف کار میرے ساتھ تھے اس لئے پتہ چل گیا۔ ورنہ یہ مشکل تھا! ۱۴- ذی الحجہ کو عمرہ کیلئے تنعیم پر گئے ۸ر میں گدھا کرایہ کیا اور ڈھائی گھنٹہ میں فارغ ہو کر کپڑے بدل لئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لاری بھی ۸ر فی کس کرایہ لیتی ہے مگر ہم کو گدھے کی سواری ہی میں لطف رہا کیونکہ ساتھیوں میں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ میرا گدھا اپنے ساتھی سے آگے رہتا تھا۔ تو

بہت خوشی ہوتی تھی۔ آج جمعہ تھا خطیب نے بہت پُرزور خطبہ دیا جس میں حجاج کو نصیحت کیگئی تھی کہ جس دولت سے تمکو اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا ہو اُس کی لاج رکھنا اور عمر بھر اس دولت کے شکریہ میں اعمال صالحہ سے اپنے کو مزین اور گناہوں سے پاک رکھنے کا اہتمام کرتے رہنا پھر جہاد کی ترغیب دی گئی تھی جس کا سبب غالبًا نجد و یمن کی آویزش تھی جہاد کا بیان بہت پرجوش تھا جس کے اثر سے نجدی سپاہیوں کے چہرے جوش میں سُرخ ہو رہے تھے سمجھنے والے ہندی بھی بہت متاثر تھے۔

اُسی روز شام کو مولانا محمد شفیع الدین صاحب سے اُن کے مکان پر ملنے گیا۔ نذر بھی پیش کی جو میری بھتیجی نے بھیجی تھی۔ چونکہ ۱۶۔ ذی الحجہ کو ہماری روانگی طے پائی تھی اس لئے ۱۵۔ ذی الحجہ کو طواف اور عبادت کیلئے مخصوص کر لیا گیا۔ ہمارے بعض رفقاء نے رات بھر طواف کیا مستورات بھی رات کے زیادہ حصہ میں طواف کرتی رہیں ۱۶۔ ذی الحجہ کی صبح کو نماز کے بعد سامان باندھکر تیار کر دیا گیا کیونکہ ہندوستانی ٹائم سے دس بجے موٹر لاری کے آنے کی خبر تھی۔

طواف الوداع

سامان سے فارغ ہوئے تو طواف الوداع کیلئے حرم میں حاضر ہوئے اس وقت کی کیفیت نہ پوچھئے طواف الوداع کرتے ہوئے سنگدل سے سنگدل بھی پانی ہو جاتا ہے۔ بیت اللہ سے مفارقت کے تصور ہی سے کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ طواف سے فارغ ہو کر ملتزم پر آئے۔ دروازہ کعبہ سے رخسارے ملے آنکھوں سے غلاف کو لگایا اور جو کچھ مانگنا تھا مانگا۔ میزاب رحمت پر گئے مقام ابراہیم و حجر اسود پر پہنچے حطیم میں نمازیں پڑھیں۔ زمزم سے سیراب ہوئے۔ پھر گھر پر آئے۔ موٹر آنے کا وقت ہو گیا تھا مگر نہ آیا۔ دس کے بعد بارہ بجے ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ حرم میں نماز پڑھی نفلی طواف بھی کیا۔ پھر عصر کی نماز پڑھی۔ مگر موٹر کا پتہ نہ تھا۔ چونکہ اسباب بالائی منزل سے اُتار کر نیچے دروازہ میں جمع کر دیا گیا تھا۔ اُس حفاظت کا بھی خیال تھا اور حرم میں حاضر رہنے کو بھی دل چاہتا تھا کہ جتنی دیر تک بیت اللہ سامنے ہی غنیمت ہے۔

مکہ سے جدہ کو روانگی

مغرب کیوقت خبر آئی کہ موٹر آگیا ہے۔ مغرب کی نماز پڑھکر مکان پر آیا تو رفقاء نے مجھ سے پہلے ہی تمام سامان موٹر پر

لاد دیا تھا میں نے مستورات کو سوار کیا اور معلم سے باز پرس کی کہ صبح دس بجے کا وقت بتلایا گیا تھا۔ اتنی دیر تک ہمکو کیوں پریشان کیا گیا معلم نے جواب دیا کہ جس کمپنی کا موٹر آپ کیلئے معین تھا وہ صبح ہی جدہ سے روانہ ہو چکا تھا اگر راستہ میں فیل نہو جاتا تو دس بجے ضرور پہنچ جاتا۔ جب ۱۲ بجے تک بھی نہ پہنچا۔ تو میں سلطان سے شکایت کرنے گیا۔ سلطان سو رہے تھے ظہر کے بعد گیا تو سلطان نے اپنے موٹروں میں سے ایک موٹر آپ کیلئے روانہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ وہ حاضر ہے۔

سلطانی عنایات

دیکھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی معلم کا بیان صحیح ہے۔ کیونکہ موٹر بہت بڑا تھا۔ کمپنی کے موٹر ۱۵ سواریوں کیلئے اتنے بڑے نہیں ہوتے۔ یہ موٹر ۱۵ سواریوں کیلئے بھیجا گیا تھا مگر اس میں ۲۰ کی گنجایش تھی اور دونوں سٹوں کے درمیان سامان کیلئے بہت وسیع جگہ تھی میں نے چاہا کہ اندر سٹ پر سات سات آدمی فراغت سے بیٹھ جائیں اور میں ڈرائیور کے پاس آگے بیٹھ جاؤں مگر ڈرائیور نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ موٹر بہت بڑا ہے آپ اندر ہی بیٹھے رہیں۔ باب الزیادہ کے پاس سے موٹر روانہ ہونیکو تھا۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ملیح آبادی سے جو مدرسہ جامع العلوم کانپور میں میرے سامنے تعلیم حاصل کرتے تھے اور آجکل مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مددگار مہتمم اور ایک عطارہ کی دوکان کے مالک ہیں۔ دوکان ہی پر ملاقات ہوئی دیکھ کر لپٹ گئے۔ زمانہ طالب علمی کے احباب جب کبھی مل جاتے ہیں روح کو بہت مسرت و انبساط حاصل ہوتا ہے۔ کچھ دیر اُن سے باتیں ہوتی رہیں مجھے زکام کھانسی کی شکایت تھی اُنھوں نے فوراً اپنی دوکان سے گولیاں نکال کر دیں پھر معلم صاحب سے آخری مصافحہ ہوا اُن کی عنایات کا شکریہ ادا کیا اور ڈریور کو موٹر چلانے کی اجازت دی موٹر روانہ ہوا تو یہ تصور سوہان روح بنا ہوا تھا کہ اب زمین حرم چھوٹتی ہے مکہ نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے دیکھئے پھر بھی یہاں آنا مقدر میں ہے یا نہیں۔

حکومت کا انتظام

چند منٹ میں موٹر مکہ کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ جہاں پولیس کی چوکی تھی، اور سواریوں کو شمار کیا جاتا ہی، شمار کرنیوالے نے جب یہ دیکھا کہ موٹر کی ایک سیٹ پر آٹھ آدمی اور ایک پر سات ہیں تو اُس نے

ڈرائیور سے کہا کہ یہ صورت عدل کے خلاف ہے ہر سیٹ پر برابر آدمی ہونے چاہئیں اور ایک آدمی تمہارے پاس باہر ہونا چاہیئے' اب ڈرائیور مجبور ہو کر کہنے لگا کہ وہ شیخ کون ہیں جو باہر میرے پاس بیٹھنا چاہتے تھے وہ باہر آجائیں چنانچہ میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے پاس آبیٹھا۔ تقریبًا آدھ گھنٹہ میں منزل شمیسیہ آئی اور وہاں سے روانہ ہو کر اعلام الحرم حرم کی حدود کے نشانات نظر آئے اُس وقت بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کہ اب ہم حد حرم سے باہر ہوئے جاتے ہیں ؎

سلام علی ارض ومن حل بالارض وان کان تسلیمی من العبد لا یجدی

جل انشاء اللہ یجدی زبان سے نکلا"

اب چاند نکل آیا تھا اور چاندنی رات میں مکہ کی پہاڑیاں عجب لطف دے رہی تھیں اس کے بعد منزل بحیرہ آئی اور یہاں ہم نے عشا کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد چائے پی۔ تو قہوہ خانہ میں صالح سے ملاقات ہوئی جو مدینہ جاتے ہوئے ڈریور کا معاون تھا بہت محبت سے ملا اور حج کی مبارک باد دیکر چائے کی پیالی پیش کی"۔ یہاں سے روانہ ہوئے تو موٹر نے بہت تیزی کے ساتھ چلنا شروع کیا راستہ میں بہت لوگ اونٹوں پر۔ گدھوں پر اور کچھ پیادہ چلتے ہوئے نظر آئے۔ وہ بھی جدہ جا رہے تھے۔ تقریبًا بارہ بجے جدہ پہنچے۔ مگر ڈرائیور کو مکان معلوم نہ تھا۔ اس لئے گھنٹہ بھر تک جدہ کی گلیوں میں ادھر سے اُدھر چکر لگانا پڑا۔ بڑی دقت سے مکان ملا تو وکیل جدہ نے ہمارا استقبال کیا۔ مستورات کو سب سے پہلے اُتارا پھر سامان اوپر پہنچایا' اُسی وقت وکیل نے پاسپورٹ ہم سے مانگا۔ اور

جہاز کا انتظام

بتلایا کہ سب سے پہلا جہاز کراچی جانیوالا خسرو ہے وہ تو بھر چکا اُس میں مطلق گنجایش نہیں اب یا تو آپ جہانگیر میں بمبئی کو جائیں یا رحمانی میں کراچی کو۔ ہمنے کہا کہ جانا تو کراچی کو ہے اگر خسرو میں جگہ مل جائے اچھا ہے ورنہ رحمانی ہی میں جائیں گے ہم اتوار کی رات کو جدہ پہنچے۔ خسرو بدھ کو روانہ ہونیوالا تھا اور رحمانی جمعرات کو۔ اس لئے ہمنے رحمانی ہی کو اختیار کیا۔ خسرو میں جگہ نہ مل سکنے کا کچھ افسوس بھی ہوا۔ مگر ہندوستان پہنچکر معلوم ہوا کہ اس میں نہ آنا ہی اچھا ہوا کیونکہ خسرو

راستہ میں چار پانچ دن تک سخت طوفان کا سامنا رہا جس سے حاجیوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور رحمانی جہاز کو سمندر ایسا ساکن ملا جیسا تالاب ہوتا ہو کہ پانی میں لہر تک بھی نہ تھی جمعرات کی صبح کو نماز سویرے پڑھ کر سامان گاڑی پر لاد کر مستورات کو ساتھ لیکر جہاز پر

جہاز پر سوار ہونا

سوار ہونے چلے۔ جٹی پر معلوم ہوا کہ کنارہ پر پہنچنے کیلئے صرف ایک دروازہ رکھا گیا ہے۔ جس میں سے سب حجاج کا نکلنا بڑی زحمت کا سبب ہوگا چنانچہ زحمت کا سامنا ہوا اور بدقت تمام کنارہ پر پہنچے۔ جہاں بہت سی کشتیاں حکومت کی طرف کے کھڑی ہوئی تھیں، مگر ہمنے ایک موٹر لانچ کو اختیار کیا تاکہ جہاز پر جلدی پہنچ جائیں جو کنارہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر کھڑا تھا، جس موٹر لانچ میں ہم سوار ہوئے وہ کسی حاجی نے سالم کرایہ کر لیا تھا۔ اُس کی مستورات بھی اُس میں موجود تھیں۔ ہم نے قدم ہی رکھا تھا کہ مردوں نے ہمارے مردوں کو اور عورتوں نے ہماری عورتوں کو دھکے دینا شروع کئے کہ یہ تو سالم ہمارے کرایہ میں ہے تم کہاں سے آ گھسے، اس تو تو میں میں کی مجھے اصلا خبر نہیں ہوئی۔ کیونکہ مجھ سے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ مگر خود بخود میرے دل نے اس لانچ کو ناپسند کیا کیونکہ تنگی بہت تھی میں نے فوراً دوسری لانچ والے کو آواز دی وہ فوراً اپنی موٹر لانچ کو ہمارے قریب لایا اور ہم جلدی سے اُس میں سوار ہو گئے۔ مستورات کچھ مجھ سے پہلے سوار ہو گئیں میں سمجھا کہ بھتیجی بھی سوار ہو گئی ہوگی کیونکہ وہ دوسری مستورات سے زیادہ تیز اور چست تھی اُس کی بچی منیفہ پہلے سے میری گود میں تھی مگر جب لانچ روانہ ہو گئی تو دیکھا کہ میری بھتیجی پہلی لانچ میں رہ گئی ہے۔ میں نے دوسری لانچ کے ڈرایور کو سختی سے روکا کہ جلد پیچھے لوٹو میری بھتیجی پہلی لانچ میں رہ گئی ہے۔ وہ بیچارا فوراً واپس ہوا۔ اور جب بھتیجی کو میں نے اپنے پاس بٹھلا لیا تب اطمینان سے روانہ ہوئے۔ آدھ گھنٹہ میں جہاز پر پہنچے۔ اُس وقت جہاز بالکل خالی تھا اچھی جگہ مل گئی اور ہمنے قبضہ جما لیا۔ سامان ہمارے ساتھ نہ آیا تھا وہ پیچھے دو آدمیوں کے ہمراہ تھا۔ جو سرکاری کشتی میں بعد کو پہنچا۔ جہاز میں جگہ پر قبضہ کر کے اب یہ فکر ہوا کہ مستورات نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ گود کی بچی بھی بھوکی ہے۔ کھانے پینے کا سامان دیر میں پہنچے گا ناشتہ کی کیا سبیل کی جائے۔

جہاز میں ہوٹل اور کھانے کا انتظام

فوراً خیال آیا کہ جہاز میں ہوٹل ہے وہاں سے کچھ خریدنا چاہیئے۔ چنانچہ ہوٹل والے سے مستورات کیلئے چار پیالہ چائے اور چار بسکٹ پہنچانے کو کہا وہ بیچارہ اُسی وقت ایک سینی میں چائے کے پیالے اور بسکٹ رکھکر لایا سب نے اطمینان سے ناشتہ کیا اس وقت مجھے جہاز میں ہوٹل قائم کرنے والوں کی قدر ہوئی کیونکہ اگر پہلے کی طرح حاجی خود اپنی خوراک کے ذمہ دار ہوتے تو ہمکو آج دن بھر بھوکا رہنا پڑتا۔ شام کو مغرب کے وقت کھانا نصیب ہوتا۔ مگر اب ناشتہ تو فوراً ہی ہوٹل سے مل گیا۔ اور گیارہ بجے جہاز کے ملازموں نے کھانا تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ میں تو اس انتظام سے بہت خوش ہوں۔ گو کھانا گھر جیسا ہمارے مذاق کے موافق نہیں تھا۔ مگر ایسا خراب بھی نہ تھا کہ اُس کی مذمت میں اخبارات کے کالم سیاہ کئے جائیں۔ تنوری روٹی تھی۔ دنبہ کا گوشت تھا گھی نا صاف تھا۔ ہاں آب و نمک ہمارے مذاق کا نہ تھا۔ جہاز کے چھوٹنے کا وقت ۲ بجے سنا گیا تھا۔ مگر روانہ نہ ہو سکا کیونکہ جہاز پر آدھے ہی آدمی پہنچے تھے کہ ساحل جدہ پر ہوا کا طوفان بہت زور سے آیا جس کی وجہ سے سعودی سپاہیوں نے کشتیوں کی روانگی بند کر دی۔ ورنہ کشتیوں کے ٹوٹنے اور آدمیوں کے غرق ہو جانے کا خطرہ تھا۔ خدا خدا کر کے عصر کے بعد طوفان باد کم ہوا تو کشتیاں چھوڑی گئیں اور مغرب کے بعد تک سب حاجی جہاز پر آ گئے جن کی تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) کے قریب تھی۔ مگر رحمانی جہاز بڑا تھا اس لئے کچھ تنگی محسوس نہیں ہوئی۔"

ساحل جدہ سے جہاز کا لنگر اُٹھانا

صبح کو نماز فجر کے بعد جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ اور ہم نے جدہ اور زمین عرب کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا ؎

الا یا صبا نجد متی ھجت من نجد	فقد زادنی مسراک وجدا علی وجد
وقد زعموا ان المحب اذا دنا	یمل وان النأی یشفی من الوجد
بکل تداوینا فلم یشف ما بنا	علی ان قرب الدار خیر من البعد

خدا وہ دن پھر نصیب کرے کہ اس مقدس سرزمین کی دوبارہ زیارت ہو اور

دل کے ارمان پورے ہوں۔ آمین۔

رحمانی جہاز کی کیفیت

رحمانی جہاز کراچی کو جا رہا ہے۔ اس لئے اس میں افغانی اور سرحدی بہت ہیں۔ جو آپس میں بھی لڑتے ہیں اور جہاز والوں سے بھی۔ مگر ہمارے قریب جتنے افغانی تھے سب بہت مہذب تھے اُن میں ایک دو عالم بھی تھے۔ مولانا گل دوست خاں صاحب مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے فارغ التحصیل اور حضرت سیدی و مرشدی مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ اور مولانا ثابت علی صاحب مرحوم اور مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم کے شاگرد ہیں۔ آپ کا زمانہ تحصیل وہی تھا جبکہ یہ ناچیز مدرسہ مظاہر علوم میں مدرس تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر پہچان گئے اور بہت محبت سے ملے اور تمام سفر جہاز میں برابر ملتے رہے۔" بحمد اللہ ہمکو دریا بہت ساکن ملا کسی کو چکر وغیرہ نہیں آیا۔ البتہ میری بھتیجی کو دو روز کے بعد بخار ہو گیا اتفاق سے حکیم نظیر احمد صاحب خورجوی جہاز میں موجود تھے اُنہوں نے نبض دیکھ کر دوا تجویز کی اور بہت جلد آرام ہو گیا۔ مگر دو دن کے بخار نے اُسکو اتنا کمزور کر دیا کہ جہاز کا سفر اُسکو گراں ہونے لگا حکیم صاحب نے فرما دیا تھا کہ جہاز کا پانی اس کو نہ دیا جائے اس لئے دونوں وقت برف میں ٹھنڈی کی ہوئی لیمن کی بوتل دی جاتی جو اتفاق سے رحمانی جہاز میں ۲ر کو مل جاتی تھی۔ اکثر جہازوں میں برف نہیں ہوتا تو گرم پانی پی کر طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ رحمانی جہاز جمعہ کے دن ۵ اپریل کو جدہ سے چلا تھا قاعدہ سے ۱۴ اپریل کو کراچی پہنچنا چاہئے تھا۔ مگر جہاز میں بہت لوگ بیمار تھے اس لئے کپتان نے رفتار کم کر رکھی تھی۔ کپتان بہت خلیق تھا۔ روزانہ حاجیوں کو دیکھنے آتا تو ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرتا۔ مزاج پرسی کرتا اور میری نواسی کو گود میں لیکر پیار کرتا تھا۔ یہ بچی ماشاء اللہ ایسی ہنس مکھ ہے کہ ہر شخص کو دیکھ کر ہنستی اور تماشے کرتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اُس پر پیار آتا ہے۔ کپتان بھی اُس کو گود میں لیلیتا تھا اور جہاز میں جو لڑکی سامنے سے گذرتی وہ اُس کے ساتھ کچھ دیر کھیلتی اور ہنستی رہتی تھی۔ ایک افغانی لڑکی کو اس سے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ اپنے باپ کو بلا کر لائی کہ دیکھو یہ بچی کیسی اچھی ہے۔ اُس کے باپ نے اس کو

مٹھائی لاکر دی۔ مدینہ منورہ میں ایک مصری لڑکی کو اس سے بہت محبت ہو گئی تھی وہ گود میں لیکر گھنٹوں اسے کھلاتی تھی، اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا کہ اس شیر خوار بچی کو سارے سفر میں کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔ مجھے زیادہ تر اسی کا فکر تھا کہ خدا کرے یہ خیریت سے گھر پہنچ جائے اور اسی لئے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں جی بھر کر قیام نہ کر سکا۔ الحمد للہ بچی اور اُس کی والدہ اور سب رفقاء اچھے رہے۔

کراچی پہنچنا

۱۶۔اپریل کو ہم کراچی پہنچے۔ دس بجے جہاز کنارہ لگا۔ حاجی عبد الغنی صاحب چیرمین حج کمیٹی جہاز ہی پر آگئے تھے۔ اُنہوں نے تاکید کی کہ اُترنے میں جلدی نہ کرو ہجوم کم ہونے دو۔ چنانچہ ہم سب سے اخیر میں مستورات کو لیکر اُترے کنارہ پر پہنچکر دیکھا کہ حاجی اسپیشل ٹرین اسی جگہ جہاز کے متصل کھڑی ہے ہم نے حاجی صاحب سے کہا کہ کسٹم والوں سے جلد نجات دلا یئے اور ٹکٹ کا بندوبست کر دیجئے حاجی صاحب موصوف نے فوراً ایک انگریز کو بلا کر ہمارا سامان پاس کرا دیا اور اُسی وقت سہارنپور کے ٹکٹ بھی خود ہی لا دیئے۔ حاجی صاحب کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایسے ہی چیرمین حج کمیٹی اور پیدا کریں تو حجاج کو سفر حج آسان ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ موصوف کے مدارج میں رفعت اور تجارت میں برکت اور دنیا و آخرت میں روز افزوں ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔ اب ہم نے اُسی جگہ سامان کو وزن کرا کر بک کرایا کچھ اپنے ساتھ رکھا کچھ برگ میں دیدیا۔ ۱۲ بجے حاجی اسپیشل ٹرین میں سوار ہوئے۔ اس ریل میں ہوٹل بھی تھا۔ اور کنارہ پر حج کمیٹی کی طرف سے برف کے پانی کا انتظام تھا جو حاجیوں کو مفت دیا جا رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھکر ہمنے ہوٹل سے کھانا خریدا۔ ظہر کی نماز پڑھی ۳ ½ بجے گاڑی روانہ ہوئی۔ کراچی اسٹیشن پر پہنچکر ہم نے اس گاڑی کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ یہ پسنجر ٹرین تھی جو دیر میں سہارنپور پہنچنے والی تھی ہمنے کراچی میل کو لیا۔ جو رات کو ۸ بجے روانہ ہوا۔ اگلے دن ۸ بجے رات کو لاہور پہنچے اُسی وقت فرنٹیر میل تیار تھا۔ اُس میں سوار ہو گئے۔ چونکہ میری بھتیجی جہاز کی دو روزہ علالت سے کمزور ہو گئی تھی اُس کا تقاضا تھا کہ جلد گھر پہنچو۔ اس لئے سکھر۔ سندھ۔ اور لاہور کے احباب کو اطلاع نہ کر سکا جس کیلئے میں اُن سے معافی کا طالب ہوں۔ کراچی سے سہارنپور۔ تھانہ بھون۔

کیرانہ کو تار دیدیا تھا۔ فرنٹیر میل رات کے ۴ بجے سہارنپور پہنچا۔ اسٹیشن پر برخوردار عمر احمد سلمہ مولوی محمود رنگونی سلمہ اور اُن کے بھائی عزیزم حافظ سلیمان سلمہ اور مولوی جمیل احمد سلمہ مولوی ظہور الحسن صاحب سلمہ اور بہت سے احباب موجود تھے۔ تھانہ بھون سے حضرت حکیم الامتہ دام مجدہم کی اہلیہ صغریٰ۔ میری بھتیجی کی والدہ اور مولوی عمر احمد سلمہ کی والدہ اور اُن کے ماموں حافظ ناظر حسن صاحب سلمہ اور بہت سے عزیز آگئے تھے۔ یہ بھی سب اسٹیشن ہی پر موجود تھے میرا چھوٹا بچہ برخوردار قمر احمد سلمہ اور اُس کی چھوٹی بہن منجھلی بہن بڑی بہن بھی اسٹیشن پر تھی۔ غرض سہارنپور ہی میں سارے گھر والے مل لیے۔ اب اسٹیشن سے بابو عبد العزیز صاحب کے مکان پر گئے جو اسٹیشن سے ملا ہوا ہے اور اُنہی کے مکان پر ہمارے گھر والے تھانہ بھون سے آکر ٹھیرے ہوئے تھے کیونکہ بابو صاحب اور اُن کی اہلیہ حضرت حکیم الامتہ دام مجدہم کے مخلص خدام میں سے ہیں ابھی تک صبح نہ ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے تہجد کی نماز پوری کی۔ سامان کو دیکھ بھال کر رکھا۔ پھر احباب نے دعا کی درخواست کی تو سب حاجیوں نے اُن کیلئے دعا کی۔ اتنے میں صبح کی اذان ہوگئی۔ اسٹیشن ایس ایس ریلوے کی مسجد میں نماز پڑھی۔ نماز کے وقت تک اور بھی احباب ملنے آگئے تھے دعا کی پھر درخواست کی گئی جس کو پورا کیا گیا۔ نماز کے بعد مولانا عبد الرحمن صاحب کاملپوری صدر مدرس مظاہر علوم مولانا عبد الشکور صاحب اور بعض دیگر احباب ملنے آگئے۔ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم سے ملنے کیلئے میں خود مدرسہ میں گیا مولانا اس وقت حدیث کا درس دے رہے تھے۔ مولانا بڑی محبت اور عنایت سے ملے۔ پھر فرمایا میں تو خود اسٹیشن پر آنے کو تھا مگر یہ ارادہ کر رہا تھا کہ حدیث کا سبق پڑھا کر چلوں گا۔ پھر مولانا کے ارشاد سے طلبۂ حدیث کیلئے بھی دعا کی گئی ایک گھنٹہ کے بعد اسٹیشن پر واپس آگیا بابو عبد العزیز صاحب نے کھانا تیار کرالیا تھا کھانا کھا کر ایس ایس ریلوے کا ٹکٹ خریدا اور ریل میں سوار ہو کر تھانہ بھون کا قصد کیا۔ گیارہ بجے گاڑی اسٹیشن تھانہ بھون پر پہنچی پلیٹ فارم پر حضرت حکیم الامت دام مجدہم مع جماعت خانقاہ کے تشریف فرما تھے جن میں مولوی شبیر علی صاحب مدیر النور اور خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب مولوی ظہور اللہ صاحب وغیرہم بہت احباب شامل تھے۔ بہت سے اعزہ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔

سب سے پہلے حضرت حکیم الامۃ سے معانقہ و مصافحہ ہوا۔ حضرت اس وقت بہت زیادہ مسرور تھے اور خاص توجہ ہمارے حال پر فرما رہے تھے۔ اسٹیشن تھانہ بھون کے زنانہ مسافر خانہ میں بہت سی مستورات بھی میری بھتیجی کے استقبال کو موجود تھیں۔ تھوڑی دیر مسافر خانہ میں ٹھیرے اور یہاں بھی سب حاجیوں نے ملکر سب کے لئے دعا کی پھر گاڑیوں میں مستورات کو سوار کر کے مکان پر پہنچے اعزہ و احباب دیر تک ملنے کو آتے رہے۔ آج ۱۸ اپریل تھی اور بدھ کا دن تھا۔ تمام سفر میں تکان کا احساس نہوا تھا۔ مگر گھر پر پہنچکر تکان محسوس ہوا بدن میں درد یا دکھن تو نہ تھی ہاں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسم گویا ہے ہی نہیں۔ صرف روح کام کر رہی ہے، کئی روز تک یہی حالت رہی، ۲۲۔ اپریل کو علمار سہارنپور اور علمار دیوبند اور حافظ ہدایت حسین صاحب کانپوری۔ نواب جمشید علی خاں صاحب رئیس باغپت ممبران کونسل یوپی اور حاجی وجیہ الدین صاحب ممبر اسمبلی شیخ رشید احمد صاحب تاجر اسلحہ دہلی تھانہ بھون میں مسودہ وقف بل پر غور کرنے کے لئے مجتمع ہوئے۔ احقر بھی اس مجلس میں شریک ہوا ۲۳۔ اپریل کو کیرانہ مع اہل وعیال کے پہنچا۔ یہاں بھی اعزہ اقربا اور بہت سے احباب ملنے آئے ۸ مئی کو تھانہ بھون واپس آیا۔ ایک دن ٹھیر کر ۹۔ مئی کی شام کو سہارنپور پہنچا۔ رات کو دیوبند اور مظفر نگر سے قاری حفظ الرحمن صاحب سابق خطیب سورتی جامع مسجد رنگون اور قاری آل احمد صاحب مدرس تجوید لوصم انذریہ رنگون تشریف لائے۔ قاری حفظ الرحمن صاحب سے مل کر دل بہت خوش ہوا موصوف نے عجب لطف کی طبیعت پائی ہے۔ حضرت ناظم صاحب مظاہر علوم سہارنپور کے ارشاد پر ۱۰۔ مئی کی شب کو جامع مسجد سہارنپور میں بعد عشار کے بیان کیا جس میں حضرات صحابہ کرام اور خلفار راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کرتے ہوئے اُن اعتراضات کا رد کیا گیا تھا جو شیعہ کی جانب سے کئے جاتے ہیں ۱۱۔ اپریل کی صبح کو لاہور ہاوڑہ اکسپریس میں کلکتہ کا ٹکٹ لیکر ہمراہی قاری آل احمد صاحب سوار ہوا۔ شام کو جون پور ایک دن کیلئے اُترا کیونکہ وہاں میرے ہم زلف سید علی سجاد صاحب آجکل ڈپٹی کلکٹر ہیں اُنکے بچوں سے اور اپنی ہمشیرہ سے ملکر بہت جی خوش ہوا۔ ڈپٹی صاحب باوجود حاکم ضلع ہونے کے ایسے سادہ واقع ہوئے ہیں کہ صورت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ ۱۲۔

اپریل کی شام کو جونپور سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچا اور ۱۳ر کی صبح کو النگا جہاز پر سوار ہوکر ۱۵ر کو بعد ظہر رنگون پہنچا، جٹی پر جناب مولانا عبد الخالق صاحب ناظم جمعیت العلماء برما۔ جناب سید عنایت حسین صاحب پرنسپل رانڈیریہ ہائی سکول مع اسٹاف اور جناب اسمعیل محمد یوسف صاحب محمد یوسف کمپنی مرچنٹ اسٹریٹ، اور بہت سے احباب تشریف لائے تھے۔

الحمد للہ کہ دو ماہ اور تین دن میں سفر حجاز بخیر و خوبی تمام ہوا۔ ۶ ماہ کی رخصت تمام ہونے میں ابھی ۲۰ دن باقی تھے کہ میں اپنے کام پر رنگون واپس آگیا"

فالحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصلحت والصلوۃ والسلام علی سید الکائنات سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ صلوۃ تلیق الغایات"

سفرنامہ تو ختم ہوا اب چند باتیں متفرق طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

متفرقات

اہل حجاز کے افلاس کا سبب

(۱) اُن اوقاف کا بند ہوجانا جو حرمین کے واسطے مصر، شام، الجزائر، تیونس، ٹرکی وغیرہ میں ہیں۔ صرف مصر کا وقف اتنا بڑا ہے کہ اگر اُس کی پوری آمدنی حرمین کیلئے ہر سال آتی رہے تو مکہ مدینہ میں افلاس کا نام نہ رہے۔ اور اگر شام، الجزائر، ٹیونس، ٹرکی کے اوقاف بھی پہنچ جایا کریں تو اہل حجاز مالا مال ہوجائیں۔ اور یہ اوقاف اس لئے کئے گئے تھے کہ حجاز وادی غیر ذی ذرع (بے آب وگیاہ) ملک ہے۔ اُس کے باشندوں کو باہر سے خام پیداوار حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس اس وقت مسلمانوں نے حرمین کی طرف سے کچھ ایسی غفلت برتی ہے کہ حرمین کے اوقاف بھی بند کردیئے۔

(۲) حجاج کا کم ہوجانا۔ ظاہر ہے کہ حجاج کی جس قدر کثرت ہوگی اُسی قدر اہل حرمین کی تجارت اور کرایہ مکانات اور کرایہ حیوانات کو فروغ ہوگا۔ دیہات والے ترکاری میوہ جات اور اپنی مصنوعات بیچکر فائدہ اُٹھائیں گے۔

(۳) حجاز ریلوے کا بند ہوجانا۔ کیونکہ اس ریلوے کے ذریعہ سے شام اور

حجاز کے درمیان تجارت کو بہت فروغ ہو گیا تھا۔ بدؤں کے لئے ملازمت کا دروازہ بھی کھل گیا تھا۔

(۴) موٹروں کی کثرت سے اونٹوں کے کرایہ کا کم ہو جانا۔ اس کا اثر بدوؤں پر بہت زیادہ ہوا ہے کیونکہ اُن کی گذر اوقات زیادہ تر اونٹوں کے کرایہ پر تھی اس میں شک نہیں کہ موٹروں کی کثرت سے موٹر کمپنیوں کو۔ حکومت سعودیہ کو بہت نفع ہوا ہے اور حجاج کو بھی آرام ہو گیا ہے کہ مدینہ کے سفر میں بارہ دن جانے اور بارہ دن آنے کی طوالت سے بچ گئے۔ مگر بدوؤں کا تو خاتمہ ہو گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ موٹروں کے کرایہ میں سے کچھ حصہ بدوؤں کو بھی دیا جائے۔ یا اُن کے گذارہ کی کوئی اور سبیل نکالی جائے۔ اگر کوئی صورت نہ ہو سکے تو کم از کم اُن کو فوج ہی میں بھرتی کر دیا جائے۔ پھر یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ موٹروں سے حکومت سعودیہ کو اتنا نفع نہیں ہوتا۔ جتنا پٹرول اور موٹر لاریوں کے خریدنے میں امریکہ اور یورپ کو نفع ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ خود حجاز میں پٹرول کے چشمے دریافت کئے جائیں۔ تاکہ گھر کی دولت باہر نہ جائے۔

(۵) تعلیم کا فقدان اور جہل کا غلبہ۔ کیونکہ تعلیم یافتہ آدمی اپنی روزی حاصل کرنے کا کچھ نہ کچھ راستہ نکال لیتا ہے۔ خصوصاً علم دین کا تو خاصہ ہے۔ کہ اُس سے افلاس زائل ہو جاتا ہے

حجاز میں امن اور جلالۃ الملک سے گذارش

آج کل حجاز میں ایسا امن ہے کہ اُس کی نظیر کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ باوجود یمن کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کے انتظام میں کوئی خلل نہ تھا۔ بارہا مشاہدہ ہوا ہے کہ ایک موٹر لاری سے کسی کا سامان گر گیا۔ تو منزل پر پہنچ کر دوسری موٹر کے ڈرائیور نے مالک کو سامان پہنچا دیا!!

مسجد نبوی اور مسجد حرام کے سامنے ممالک غیر کا سکہ اور نوٹ خریدنے والے ہزاروں کی مالیت کے نوٹ اور گنیاں لئے بیٹھے رہتے ہیں اور جہاں اذان کی آواز سنی اُسی وقت دوکان پر کپڑا ڈال کر نماز کو چل دئے۔ پھر کیا مجال کہ کوئی کپڑا اُٹھا کر دیکھ بھی سکے

گو اس کے نیچے کیا ہے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ جلالۃ الملک نے حدود شرعی کا اجرا کر دیا ہے
حدود شرعیہ دیکھنے میں تو سخت معلوم ہوتی ہیں۔ مگر جرائم کا انسداد انہی سے ہوتا ہے۔
متمدن حکومتوں نے جو سزائیں مقرر کر رکھی ہیں اُن سے جرائم کا انسداد نہیں ہوتا۔ حکومت
سعودیہ نے اپنی دس سالہ سلطنت میں حجاز کے اندر چودہ پندرہ آدمیوں ہی کے ہاتھ
کاٹے ہوں گے مگر وہ جرائم پیشہ قوم جو حرامی اور چور ڈاکو کے لقب سے یاد کی جاتی
تھی دفعۃً درست ہو گئی اور اب وہاں شاذ و نادر ہی سرقہ کا وقوع ہوتا ہے۔ ڈاکہ
اور قتل کا تو نام و نشان تک نہیں رہا۔ اس کے مقابلہ میں متمدن حکومتوں کو دیکھو تو
معلوم ہو گا کہ وہاں روز بروز جرائم میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حجاج کیلئے تو حکومت
سعودیہ ایک رحمت الٰہیہ ہے مگر اہلِ حجاز کے حق میں اس کا رحمت ہونا ابھی تک
نمایاں نہیں ہوا جس کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ حکومت کے کارکن زیادہ تر شامی
اور نجدی ہیں اور یہ دونوں اہلِ حجاز کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اُن کی تالیف
قلب نہیں کرتے۔ اہلِ حجاز سلطان کی ذات کے بڑے مداح ہیں۔ مگر ارکان سلطنت
و حکام زیردست کے عموماً شاکی ہیں اُمید ہے کہ جلالۃ الملک اس مسئلہ پر توجہ
فرمائیں گے۔

مصارف سفر

میں نے اور میرے رفقاء نے ریل اور جہاز میں تھرڈ کلاس
کا ٹکٹ لیا تھا اور جدہ سے مدینے اور مدینے سے مکے کا سفر
موٹر لاری میں کیا۔ عرفات کیلئے شغدف کرایہ کیا۔ اور مکے سے جدہ کی واپسی موٹر
لاری میں ہوئی۔ اس حالت میں ہمارا خرچ فی کس ساڑھے چھ سو روپے ہوا۔ بعض رفقاء
کا اس سے بھی کم ہوا۔ اگر مکہ مدینہ اور جدہ کا سفر اونٹ پر کیا جائے تو اس میں سے ڈیڑھ سو
روپے کم ہو کر پانچسو روپے میں بخوبی حج اور زیارت مدینے سے فراغت ہو جائیگی۔
اور یہ مقدار کچھ زیادہ نہیں ہے۔ زمانہ شریف حسین میں بھی فی کس پانچسو روپے خرچ
ہوتا تھا۔ اور اگر کسی کے پاس مدینے جانے کیلئے رقم نہ ہو تو۔ صرف حج کیلئے ساڑھے
تین سو روپے کافی ہیں۔ جس شخص کے پاس ساڑھے تین سو روپے حوائج ضروریہ اور

نفقۂ اہل و عیال سے فاضل ہوں اُس پر حج فرض ہی" مدینے جانا فرض نہیں اور اس کے انتظار میں حج کو موخر کرنا بھی جائز نہیں۔ ہاں جس کے پاس مدینے جانیکے لئے رقم کافی ہو اُسکو مدینے جانا ضروری ہے۔ کیونکہ بعض علماء نے زیارت قبر رسول کو اہلِ وسعت پر واجب کیا ہے۔

اس سال گذشتہ سال سے نسبتہً کچھ حاجی زیادہ تھے۔ مگر حقیقت میں زیادہ نہ تھے بحری راستہ سے چھبیس ۲۶ ہزار آدمی پہنچے تھے۔ اور خشکی کے راستہ سے اور مکہ مدینہ و قرب و جوار کے سب حاجی ملاکر سوا لاکھ کے قریب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس فریضہ کی رغبت اور شوق اُن کے دلوں میں پیدا ہو کہ ایمان کی تکمیل حج ہی سے ہوتی ہے۔

اسباب راحت

سفر حج میں زیادہ دشواری زبان کی ناواقفی سے پیش آتی ہے۔ جو شخص عربی زبان جانتا ہو یا جاننے والے کے ساتھ ہو اُس کو بہت راحت ملتی ہے۔ اسی طرح جو شخص سفر میں بخل سے کام لیگا اُسکو بھی تکالیف کا سامنا ہوگا۔ سفر حجاز میں اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ نہ اسراف کرے نہ بخل۔ اور جہاں تک ہوسکے سامان ساتھ کم ہونا چاہیے۔ ہر جگہ ہر چیز میسر آجاتی ہی۔ زیادہ بوجھ لادنے سے خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے۔

تبرکات

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ حجاج تبرکات میں بہت رقم خرچ کر دیتے ہیں اور اس کو بھی مصارف حج میں شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ تبرکات کا لانا شرعاً کچھ ضروری نہیں۔ اور اس کے ساتھ ضروری کا معاملہ کرنا حد سے تجاوز اور بدعت میں داخل ہے۔"

اگر تبرکات لائے جائیں تو سب سے بہتر زمزم اور مدینے کی کھجور ہے۔ یہ تو اصل تبرک ہی جس کا لانا اور لیجانا سلف سے منقول ہے۔ خاک شفار کا لانا بھی کسی قدر ثابت ہے۔ باقی اور تبرکات کا لانا فضیلت میں داخل نہیں۔ ہاں جائز ہے جیسے تسبیح رومال جانماز اور مسواک مہندی۔ اشنان وغیرہ اور اگر ان چیزوں کے خریدنے میں امداد

اہل حرم کی نیت کی جائے تو ثواب بھی ہے۔ البتہ غلاف کعبہ اور بیت اللہ یا روضۂ نبویہ کی موم بتیاں لانے کے متعلق کسی عالم محقق سے جو قافلہ میں موجود ہو فتویٰ پوچھ لینا چاہئے کیونکہ بعض دفعہ یہ چیزیں خدام حرم کی ملک کر دی جاتی ہیں اور بعض دفعہ ملک نہیں کی جاتیں۔ اور کبھی یہ اشیار مال وقف سے تیار ہوتی ہیں۔ کبھی سلطان کی رقم سے اس لئے اُن کے متعلق ہمیشہ ایک فتویٰ نہ ہوگا۔

اسمار رفقار میری ہمراہ ایک تو میری بھتیجی تھی جو برادرم مرحوم مولانا سعید احمد صاحب غفرلہ کی ایک ہی لڑکی ہے اور گود میں شیر خوار بچی عفیدہ خاتون سلمہا تھی جو اس وقت سات مہینے کی ہے۔ اس سے بڑی بچی عبیدہ خاتون سلمہا اس وقت تین سال کی ہے وہ حج میں ہمراہ نہ تھی بلکہ اپنی نانی صاحبہ کے پاس وطن ہی میں رہی۔ میں نے اس سال اپنے بھائی صاحب مرحوم کی طرف سے حج کیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں دوسرے منشی لئیق احمد صاحب کیرانوی برادر زادہ مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی تھے بہت اچھے محاسب ہیں اور بڑے منتظم، آپ سے حساب و انتظام میں ہمکو بہت مدد ملی۔ تیسرے حافظ عبدالستار صاحب اعظم گڈھی تھے۔ جو حضرت حکیم الامت کے خادم ہیں اور اس سے پہلے سات دفعہ حج کر چکے ہیں۔ ذمہ داری کے سارے کام وہی انجام دیتے تھے۔ چوتھے شیخ عابد حسین صاحب تاجر چوب اجمیری دروازہ دہلی تھے۔ آپ بہت با اوقات اور مخلص رفیق تھے۔ پانچویں عزیزم نعمت اللہ خاں پندرہ سالہ نوجوان مع اپنی والدہ کے تھے، اس نوجوان بچہ کی طرف سے فکر تھا کہ اتنا لمبا سفر کیونکر کرے گا مگر ماشاء اللہ اس نے ہر جگہ بہت ہمت اور پھرتی سے کام لیا۔ کبھی گھبرایا نہیں۔ ایک مسماۃ ہمارے وطن کے پاس کی اور تھیں جو میری بھتیجی کی خدمت وغیرہ کیلئے ساتھ ہو گئی تھیں۔ میرے ہموطن مولوی افضل صاحب نبیرۂ مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانہ بھون مع اپنی دو خالہ اور ایک خالو اور ایک خالہ زاد بہن کے بھی جاتے ہوئے کراچی اور جہاز میں ساتھ رہے پھر ہم مدینے پہلے گئے وہ مکہ پہلے گئے۔ منشی فیاض احمد صاحب تھانوی ایڈیٹر اخبار کشاف مظفر نگر (جو عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے) بھی جاتے ہوئے کراچی اور جہاز تک ہمارے ہمراہ رہے

ان دونوں صاحبوں کی وجہ سے جہاز میں وطن کا سا لطف رہا دونوں بڑے زندہ دل ہیں۔

میں نے ان سب رفقاء کے نام اس لئے لکھدیے ہیں کہ ان سب نے تمام مسلمانوں کیلئے اس مقدس سفر میں دعائیں کی ہیں۔ ناظرین بھی۔ ان کو اور مجھ خاکسار کو دعا سے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ اور عافیت و راحت دارین اور موت مدینہ عطا فرمائیں۔ آمین ؎

زنقش بستہ مشوشتم نہ بحرف ساختہ سرخوشم　نفسے بیاد تو می کشم چہ عبارت وچہ معانیم

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ناچیز ظفر احمد عفا عنہ تھانوی عثمانی
ناظم مدرسہ راندیریہ۔ رنگون ۱۸ صفر ۱۳۵۲ھ